عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حسن اخلاق کی اہمیت

جلد: ۴۲ | ۱۵تا۲۲جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۸تا۱۵جنوری ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۲

حضرت عمیر بن وہب جمحی رضی اللہ عنہ

تحفظِ ختم نبوت اوّلین شہدائے کرام رضی اللہ عنہم

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

والد کی جائیداد میں اولاد کا حصہ

س:......کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ چار بھائیوں میں سے دو کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب جو دو زندہ ہیں، ان میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ یہ جتنا مال و جائیداد ہے سب میرا ہے۔ اس میں والد کا کوئی حق نہیں ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ والد کی موجودگی میں بیٹا مال کا مالک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس مال میں والد کا حق ہے یا نہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر یہ مال و جائیداد آپ کے والد صاحب کا ہے جو انہوں نے خود اپنی محنت سے حاصل کیا ہے، اگرچہ ان کے بچوں نے اس میں ان کے ساتھ تعاون اور محنت بھی کی ہو پھر بھی یہ سارا مال و جائیداد آپ کے والد کی ملکیت ہے۔ جب تک وہ زندہ ہیں اولاد کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور نہ اولاد میں سے کسی کو اس مال و جائیداد پر ناجائز قبضہ کرنے کا حق ہے اور نہ کسی قسم کے مطالبہ کا کوئی حق ہے۔ والد کے انتقال کے بعد اس کی اولاد جو زندہ ہے یعنی بیٹے اور بیٹیاں، وہ وراثت کے حقدار ہوں گے اور شریعت کے مطابق ان کو اپنا اپنا حصہ ملے گا۔ لہٰذا جو لڑکا یہ کہتا ہے کہ یہ سارا مال و جائیداد میرا ہے وہ غلط کہتا ہے، ہاں اگر یہ مال و جائیداد باپ کا نہ ہو بلکہ اس لڑکے نے خود محنت کر کے بنایا ہو، والد کا پیسہ اور محنت نہ ہو تو ایسی صورت میں لڑکے کا دعویٰ درست ہوگا اور اس پر صرف اس کا حق ہوگا، دیگر بہن بھائیوں کو اس کے مال میں سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا اور اس کے انتقال کے بعد جو اس کے وارث ہوں گے وہ شرعی حقدار ہوں گے۔

مخصوص ایام میں طلاق کا حکم

س:......کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو تحریری طور پر تین طلاق دی ہیں، اور طلاق لکھتے ہوئے اس وقت کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ طلاق نامہ کو میں نے اپنی بیوی کے حوالہ کیا تو اس نے طلاق نامہ پھاڑ دیا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ میری بیوی کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو کتنی ہوئی ہے؟ اب آیا یہ میرے نکاح میں دوبارہ آسکتی ہے یا نہیں اور حیض کی حالت میں طلاق واقع ہوسکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ نے جیسے ہی اپنی بیوی کو تحریر میں تین طلاق لکھ دی، اسی وقت وہ طلاقیں واقع ہوگئیں۔ طلاق لکھنے کے بعد چاہے آپ خود اس تحریر کو پھاڑ دیں یا آپ کی بیوی پھاڑ دے۔ ایسا کرنا طلاق کے وقوع کو ختم یا روک نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اور وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ آپ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوچکی ہے۔ آئندہ اس کے ساتھ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے ازدواجی تعلقات قائم کر کے اس کے نکاح سے آزاد نہ ہوجائے۔ دوسرے شخص کی عدت گزارنے کے بعد اب یہ تیسرے شخص سے نکاح بھی کر سکتی ہے، اسی طرح پہلے شوہر سے بھی نکاح کر سکے گی۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور نہ ہی کوئی کفارہ ہے۔ حیض کی حالت میں طلاق دینا گناہ ہے، اگر کسی نے ایک یا دو طلاق حیض کی حالت میں دے دی ہو تو رجوع کرنا بہتر ہے۔ مگر حیض کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، وہ واپس نہیں ہوتی۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۱۵ تا ۲۲ / جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ / جنوری ۲۰۲۳ء شمارہ: ۲

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حق کی للکار اور باطل کا فرار	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	۵
امیر المومنین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ	مولانا محمد قاسم، کراچی	۸
حسنِ اخلاق کی اہمیت	مولانا مفتی محمد عبیداللہ قاسمی	۱۱
حضرت عمیر بن وہب جمحیؓ	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ	۱۴
ختم نبوت کے اولین شہدائے کرامؓ	مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ	۱۷
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لوئر دیر تیمر گرہ	مولانا عابد کمال	۲۰
مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں (۳)	مولانا سعد کامران	۲۱
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۴
مولانا عبدالرحمٰن منڈھیرہؒ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۲۷

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری **مطبع:** القادر پرنٹنگ پریس **طابع:** سیّد شاہد حسین **مقام اشاعت:** جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۲۰ (۶ سنہ نبوت کے واقعات)

۱۳: اسی سال جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ’’دارِ اَرقم‘‘ میں قیام فرما تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدۂ ماجدہ اُمّ الخیر سلمیٰ بنت صخر القرشیۃ التّمیمیّۃ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں۔

۱۴: دارِ اَرقم میں قیامِ نبوی کے دوران ہی ایاس بن بکیر بن عبد یا لیل بن ناشب الکنانی اللیثی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، یہ بنوعدی بن کعب بن لؤی کے حلیف تھے، بدر، اُحد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے، اسی طرح ان کے تین حقیقی بھائی عامر، عاقل اور خالد بھی غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، نیز ان کے تین اخیافی بھائی معوّذ، معاذ اور عوف نے بھی غزوۂ بدر میں جاں نثاری کے جوہر دِکھائے، ان کی والدۂ ماجدہ مشہور صحابیہ عفراء بنتِ عبید بن ثعلبہ الانصاریۃ النجاریۃ رضی اللہ عنہا ہیں، تینوں مؤخر الذکر بھائیوں کے والد حارث بن رفاعۃ الانصاری الخزرجی ہیں۔

عفراء رضی اللہ عنہا پہلے حارث بن رفاعہ کے نکاح میں تھیں، ان سے تین صاحبزادے ہوئے، حارث کی وفات کے بعد بکیر بن عبد یا لیل اللیثی سے نکاح کیا، ان سے چار (اوّل الذکر) صاحبزادے ہوئے، یہ ساتوں بھائی جو ’’بنوعفراء‘‘ کی نسبت سے مشہور ہیں، جنگِ بدر میں شریک ہوئے، جیسا کہ زرقانی نے ’’شرح مواہب‘‘ میں حافظ ابنِ حجرؒ کے حوالے سے لکھا ہے، اور یہ عجیب موہبتِ اِلٰہیہ ہے۔

۷ سنہ نبوّت کے واقعات

۱: معتمد قول کے مطابق اسی سال یکم محرم کو، اور ایک قول کے مطابق ۸ سنہ نبوّت میں قریش نے ایک ظالمانہ تحریر کے ذریعے بنوہاشم کا مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بنوہاشم اور بنومطلب بن عبدمناف، شعبِ ابی طالب میں محصور کردیئے گئے، اس واقعے کا پسِ منظر یہ ہے کہ قریش نے جب دیکھا کہ ان کا دِین دن بدن سمٹتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دِین یوماً فیوماً پھیلتا جارہا ہے، حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے سے اسلام کو تازہ اور مؤثر کمک پہنچ گئی ہے، عام مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کرکے نجاشی کے یہاں پناہ لے رکھی ہے، اور نجاشی نے ان سے بے پناہ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا ہے، اُدھر ابوطالب اور ان کی برادری بنوہاشم اور بنومطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت ومدافعت پر کمربستہ ہیں تو قریش کا باہمی معاہدہ ہوا کہ بنوہاشم وبنومطلب کا مقاطعہ کیا جائے اور انہیں بیرونِ شہر ایک گھاٹی میں محصور کردیا جائے، یہی گھاٹی ہے جو شعبِ ابی طالب، خیف، بنی کنانہ، ابطح، بطحا، محصب اور معرس کے ناموں سے معروف ہے، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’الابطحی‘‘ کہا جاتا ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حق کی للکار اور باطل کا فرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایک ذمہ دار دوست نے سوشل میڈیا پر چلنے والی ایک اہم مگر افسوسناک خبر بھجوائی جس میں درج تھا:

۱...... اے۔آئی۔جی انکوائریز سی۔پی۔او پنجاب پولیس لاہور وقاص حسن نتھوکہ (معروف سکہ بند قادیانی) کو ایس۔ایس۔پی ایڈمنسٹریشن سی۔ٹی۔ڈی مقرر کردیا گیا ہے۔یہ نوٹیفکیشن ۲۳؍نومبر ۲۰۲۲ء کو ہوا۔ہمیں ۲۸؍نومبر کو اس کی کاپی ہاتھ لگی۔

۲......ابوبکر خدابخش نتھوکہ سکہ بند جنونی قادیانی اس کی ۶؍جنوری ۲۰۲۲ء کو ریٹائرمنٹ ہونا تھی اور ساتھ ہی سازش ومنصوبہ بندی سے اسے نئے معاہدہ کے تحت ایف۔آئی۔اے کا ایڈوائزر سابقہ وفاقی عمران حکومت لگادینا چاہتی تھی۔جس پر ملک بھر میں شدید احتجاج ہوا۔اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، ۶؍جنوری کو یہ قادیانی ریٹائرڈ ہوگیا۔نئے عہدہ، نئے معاہدہ کا خواب اس کے لئے ''بلی کو چھیچھڑوں کے خواب'' ثابت ہوا۔

اب ۲۸؍نومبر ۲۰۲۲ء قابل اعتماد ذرائع سے سوشل میڈیا پر خبر چلی کہ اسے نیب کا ڈی۔جی لگایا جارہا ہے۔ابوبکر خدابخش نتھوکہ جنونی قادیانی، وقاص حسن نتھوکہ سکہ بند ملعون قسم کا قادیانی، ابوبکر قادیانی کا بھتیجا اور داماد ہے۔قادیانی نواز حلقوں کی بدباطنی ملاحظہ ہو کہ وقاص حسن نتھوکہ قادیانی کو پنجاب حکومت کے ہاتھوں نوازا جارہا ہے، جبکہ ابوبکر نتھوکہ قادیانی کو وفاقی حکومت کے ہاتھوں ایک ریٹائرڈ آفیسر کو محض قادیانی ہونے اور وفاقی ذمہ دار شخصیت سے ذاتی تعلقات رکھنے کے باعث انہیں کے ہاتھوں نوازا جارہا ہے۔

ان دوخبروں سے ہم مسکینوں کی کیا کیفیت بنی ہوگی ہر ذمہ دار اپنے فرائض منصبی سے باخبر اپنی ذمہ داری کا احساس رکھنے والا ایسی کیفیت کا اندازہ کرسکتا ہے۔مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب سے عرض کیا انہوں نے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کو صورت حال سے باخبر کیا۔ملک بھر کے جماعتی ساتھیوں کو صوتی پیغام بھجوا کر اس بے انصافی اور ستم گری کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے کہا گیا۔

ساتھ ہی مخدوم گرامی قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم سے فون پر پیغام بھجوایا کہ خطرناک کھیل پر وفاقی حکومت کو روکیں اور قادیانیت نوازی کی اس تازہ نئی صورت حال کے آگے سدِسکندری قائم کریں۔مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب اور مولانا عزیز الرحمن ثانی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلہ گنگ کے امیر اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا عبیدالرحمن انور کو پنجاب گورنمنٹ کی نئی کارستانی سے متعلق آگاہ کیا کہ وہ جناب حافظ عمار یاسر صاحب سابق صوبائی وزیر اور ق لیگ کے مرکزی راہنما کو باخبر کریں۔وہ محترم جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب کو اس کی تلافی کی طرف متوجہ کریں۔چنانچہ موصوف نے فی الفور بات کو آگے چلانے کا وعدہ فرمایا۔فقیر نے یہی درخواست اپنے مخدوم اور وفاق المدارس کے

قائد محترم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم سے کی۔انہوں نے واپسی میسج کے ذریعہ جواب دیا کہ محترم چوہدری پرویز الٰہی سے فوری طور پر رابطہ کرکے بات کرتا ہوں۔اسی طرح محترم مولانا حافظ محمد طاہر اشرفی سے بھی عرض کیا کہ وہ اپنا کردار ادا کریں۔حافظ صاحب نے واپسی پیغام میں

1800713-2903

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
POLICE DEPARTMENT

Dated Lahore the 02 December, 2022

NOTIFICATION

No. 253/2022/PS/HQ. Mr. Waqas Hassan (PSP/BS-19), SSP Administration, CTD Punjab, Lahore, is hereby transferred, with immediate effect and directed to report to Central Police Office, Punjab, Lahore.

Sd/-

KUNWAR SHAHRUKH, PSP
Inspector General of Police/PPO,
Punjab

No & date even:

Copy to :-

1. The Secretary, Establishment Division, Cabinet Secretariat, Govt. of Pakistan, Islamabad.
2. The Chief Secretary, Government of the Punjab, Lahore.
3. The Addl. Chief Secretary (Home), Government of the Punjab.
4. The Principal Secretary / Military Secretary to Governor Punjab, Lahore.
5. The Principal Secretary to Chief Minister, Punjab.
6. The Secretary (Services), S&GAD, Government of the Punjab.
7. The Director (PD), Establishment Division, Cabinet Secretariat, Govt. of Pakistan, Islamabad.
8. All Additional Inspectors General of Police, in Punjab, Lahore.
9. The Additional Inspector General of Police, CTD, Punjab, Lahore.
10. The Accountant General, Punjab.
11. The Assistant Inspector General of Police, Discipline, CPO Punjab, Lahore.
12. The Personal Staff Officer (PSO) to PPO/IGP Punjab, Lahore.
13. The District Accounts Officer, concerned.
14. The Director Public Relations, CPO Punjab, Lahore.
15. The Officer concerned.
16. The Superintendent, Government Printing Press, Punjab, Lahore for publication in the official Gazette.
17. The Deputy Director, CPO Punjab for placing it in the UO File of the officer.
18. The Assistant Director (Personnel) to PPO/IGP Punjab, Lahore.

(RAI BABAR SAEED) PSP
Deputy Inspector General of Police,
Headquarters, Punjab

وقاص نقو کہ قادیانی کے سی۔ٹی۔ڈی میں جانے پر تو بہت تشویش کا اظہار کیا۔ادھر مجلس کے تمام رفقاء نے جگہ جگہ اجلاس، احتجاجی مراسلے، احتجاجی خبریں، جمعہ پر احتجاج کی کال دے کر بہت مستعدی سے بات کو آگے چلایا۔

چنانچہ ۲؍دسمبر ۲۰۲۲ء جمعہ سے قبل مولانا عزیز الرحمن صاحب ثانی کو حضرت مولانا عبید الرحمن صاحب کا فون آیا کہ محترم جناب حافظ عمار یاسر

صاحب کا پیغام آیا ہے کہ وقاص حسن نتھو کہ قادیانی کا نئی پوسٹ پر تعیناتی کا حکم کینسل کر دیا گیا ہے۔اس کا نوٹیفکیشن بھی ہو گیا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔محترم مولانا عبیدالرحمن صاحب کے ذریعہ جناب حافظ عمار یاسر صاحب کی مساعی کا شکریہ ادا کیا۔

اگلے دن ہفتہ ۳/دسمبر کو مخدوم گرامی حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے بھی یہ خوشخبری دی کہ محترم چیف منسٹر سے میری بات ہو گئی تھی اس نتھو کہ قادیانی کا تبادلہ منسوخ کر کے واپس محکمہ رپورٹ کرنے کا اسے پابند کیا گیا۔اس کا نوٹیفکیشن بھی موصول ہو گیا۔جو اس شمارہ میں درج ہے۔ڈاکٹر دین محمد فریدی کے درد کا مداوا بھی ہو گیا۔الحمدللہ! وہ تمام حضرات جنہوں نے اس مشکل مرحلہ میں مدد کی، رہنمائی فرمائی، کلمہ خیر کہا، سب کو حق تعالیٰ دارین کی فوز وفلاح سے سرفراز فرمائیں۔

اب رہا معاملہ ابوبکر خدابخش قادیانی کی نئی تقرری کا کہ اسے نیب میں عہدہ دیا جا رہا ہے۔یہ وفاقی حکومت سے متعلق تھا ہمارے مخدوم گرامی قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے فوری اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ وزیر اعظم سمیت تمام متعلقہ اداروں کے سربراہان سے معلوم کیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کے کرم کو دیکھو کہ حضرت مولانا مدظلہم کے ایک کلمہ خیر کہنے سے تمام سازش کی دہکتی بھٹیوں پر منوں برف پڑ گئی وہ ایسے اوس زدہ ہوئے کہ سرے سے مکر گئے کہ بالکل کہیں نہیں ہو رہا۔حضرت مولانا مدظلہم کی للکار حق سے سبھی کانوں کو ہاتھ لگا کر خود اسٹینڈ اپ ہو گئے اور آئندہ کا خدشہ بھی دم توڑ گیا۔حضرت مدظلہم نے فقیر کو فون کیا۔باہر کے سفر کے باعث میرا فون بند تھا، آپ نے حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سے فرمایا۔انہوں نے اس خوشخبری سے مجھے بھی حضرت مولانا مدظلہم کا ممنون احسان کیا۔

تمام رفقاء کرام کو مبارک ہو کہ آپ حضرات کی ایک دو روز کی بے قراری، اضطراب اور محنت وکاوش کو حق تعالیٰ شانہٗ نے ثمر بار فرما دیا اور یوں ایک آزمائش سے سرخرو ہو گئے۔قادیانیت کے چہرہ پر شکست کا کلنک وارد ہو گیا۔بہت ہی شکریہ ان تمام محسن حضرات کا جو اس مشکل گھڑی میں ہمارا سہارا بنے۔سچ ہے کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا، باطل ہے ہی بھاگنے کے لئے۔رب کریم جو کچھ ہوا آپ کے کرم سے ہوا جو ہو گا آپ کے کرم سے ہو گا۔ہمیں ہمہ وقت آپ ہی کا کرم درکار ہے۔ہم سب تیرے ہی در کے بھکاری ہیں۔آمین ثم آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

امیرالمومنین
سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

مولوی محمد قاسم، کراچی

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غیر معمولی عشق ومحبت کا تعلق تھا۔ اسی تعلق کا ثمرہ ہے کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نسبتیں حاصل ہوئیں جو آپ کے سوا کسی اور کا مقدر نہ بن سکیں۔ آپ کا مزاج و مذاق اور طبیعت وفطرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر مشابہ تھا کہ پہلی وحی نبوت کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے جن اوصاف وکمالات کا ذکر فرمایا تھا، یہی صفات اور خوبیاں حضرت ابوبکرؓ میں بھی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا، ابھی مکہ مکرمہ سے پانچ دن کی مسافت پر برک الغماد پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی، اس کے دریافت کرنے پر آپ نے اپنی ہجرت کا مقصد بیان کیا تو ابن الدغنہ نے کہا: ''تمہارے جیسے شخص کو کیسے شہر بدر کیا جاسکتا ہے؟ تم غریبوں کی مالی امداد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، اپاہجوں کا سہارا ہو اور حق کی طرف سے حوادث کا مقابلہ کرتے ہو۔ پھر ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنی پناہ میں لے لیا اور آپ واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو یا تین برس چھوٹے تھے اور زمانہ نبوت سے قبل ہی دونوں حضرات آپس میں گہرے دوست تھے، چونکہ ساتھ رہنے کی بنا پر حضرت ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی طرح واقف تھے، اس لئے آپ کے تاج نبوت پہننے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو اسلام قبول کرنے میں ذرا بھی تو تامل نہیں ہوا' اور بلا جھجک اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لاکر آپ زبانِ رسالت سے ''صدیقؓ'' کے لقب سے مشرف ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن میرا خلیل صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد پہلے ہی دن سے کارِ نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹانا شروع کردیا تھا۔ آپ کی محنت سے سات غلام و باندیاں حضرت بلال حبشیؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، حضرت ابوفکیہؓ، حضرت لبینہؓ، حضرت زنیرہؓ، حضرت نہدیہؓ اور حضرت ام عبسؓ جو مسلمان ہونے کے باعث کفار کے ظلم وستم کا شکار تھے، آزاد ہوئے۔ آپ کے والد حضرت ابوقحافہؓ (جو اس وقت مسلمان نہیں تھے) نے کہا کہ ان عورتوں اور کمزوروں کو آزاد کراکے تمہیں کیا حاصل؟ تمہیں چاہیے کہ تندرست وتوانا مردوں پر جود وکرم کرو تاکہ وہ بعد میں تمہارے کسی کام آسکیں تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اباجان! میں تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہوں۔ نیز آپؓ کی تبلیغی ودعوتی جدوجہد سے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ مسلمانانِ اسلام میں شامل ہوئے۔ یوں حضرت ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کے سب سے پہلے مبلغ کا بھی شرف رکھتے ہیں۔

آپؓ کو کئی اور چیزوں میں بھی اولیت و تقدیم حاصل ہے، مثلاً: مکہ مکرمہ میں ابن الدغنہ کی پناہ حاصل ہونے کے بعد آپ نے اپنے گھر کے صحن میں اسلام کی سب سے پہلی مسجد، مصلی، جائے نماز کی بنیاد رکھی جہاں آپ کھلم کھلا نماز پڑھتے، باآواز بلند تلاوت قرآن کریم کرتے اور روتے جاتے، جسے سن کر وہاں مرد وعورت جمع ہوجاتے اور آپ کی رقت انگیز آواز سے متاثر ہوتے۔ نیز مدینہ منورہ پہنچ کر جب مسجد کے لئے جگہ خریدنے کا مرحلہ درپیش تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپؓ ہی نے اس قطعہ زمین کی رقم اپنی جیب خاص سے ادا فرمائی اور اسلام کی اجتماعی ضرورتوں کے لئے سب سے پہلا خرچ

کرنے کی سعادت پائی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مزاج رسول اور موافق طبع ہونے کا ایک عجیب وغریب لطیفہ ہے جو حضرت مولانا سید محمد میاںؒ (مؤلفِ کتب کثیرہ وناظم جمعیۃ علما ہند) نے اپنے کتابچے ''تذکرہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ'' میں محفوظ فرمایا ہے، آپ بھی ملاحظہ کیجئے اور اس سے محظوظ ہوئیے: ''حضرت حق جل مجدہ کا وصف ہے: ارحم الرحمین (رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب ہے: رحمۃ للعالمین (تمام جہانوں کے لئے رحمت) صدیق اکبرؓ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ارحم امتی بامتی ابوبکر (ساری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر مہربان اور رحیم ابوبکرؓ ہیں)۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ اس سفر میں آپؓ کے عشق رسالت کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ آپؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یوں بے قرار ہو کر چلتے کہ کبھی دائیں بائیں اور کبھی آگے پیچھے کا دھیان رکھتے، کہیں سے کوئی حملہ آور نہ آجائے۔ راستے میں ملنے والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت چھپا کر اور اپنا تعارف کرا کر لوگوں کو مطمئن کر دیتے کہ کہیں کوئی مخبری کرنے والا نہ ہو۔ جب شام ڈھل جاتی اور کسی غار میں پناہ گزیں ہو جاتے تو خود جاگ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلا کر ان کا پہرہ دیتے۔ موذی جانوروں سے آپ کی حفاظت کا بندوبست کرتے، آپ کے لئے کھانے پینے کا اہتمام کرتے، غرض اس طرح آپ کی خدمت کرتے ہوئے محفوظ طریقے سے مدینہ منورہ صحیح سلامت پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی سفر میں آپ کو کلام الٰہی سے: ''غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' کے تسلی آمیز کلمات سننے کو ملے اور یارِ غار ہونے اور صحبت رسول رکھنے کا تمغہ قرآن کریم میں ہمیشہ کے لئے درج ہو گیا، تبھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکرؓ سے کہا کرتے تھے کہ مجھ سے میری ساری زندگیاں کی نیکیاں لے لیجئے لیکن اس ایک رات کی نیکی دے دیجئے جب آپ غارِ ثور میں ذات نبوت کی چوکیداری کر رہے تھے، اور اسی نیکی کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ عمرؓ کی تمام نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں، لیکن یہ نیکیاں ابوبکرؓ کی اس ایک رات کی نیکی کے برابر بھی نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ساری عمر اس تگ ودو میں رہے کہ کبھی تو وہ کسی نیکی میں حضرت ابوبکرؓ سے تقدم حاصل کر جائیں، چنانچہ غزوہ تبوک کے موقع پر انہوں نے اپنے گھر کا نصف مال پیش کر کے اس تقدم کو حاصل کرنے کی سعی بھی کر لی لیکن جب بارگاہ نبوت میں وہ رفیق نبوت حاضر ہوا جس سے عشق ومحبت کا تاج محل استوار ہوا تھا تو پیچھے گھر کا حال، بقول صاحبزادی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا، ایسا تھا کہ گویا گھر میں جھاڑو پھیر دی گئی ہو اور ایک تنکا بھی نہیں چھوڑا، ابا جان حضرت ابو قحافہؓ نابینا تھے، ان کی تسلی کے لئے گھر کے طاقچوں میں تھیلیوں کے اندر پتھر بھر کر رکھ دیے گئے تا کہ وہ ہاتھ لگا کر ٹٹولیں تو سکوں کا گمان ہو۔ ادھر جب اس مردِ وفا سرشت سے فکرِ عیال کا سوال ہوا تو عشق ومحبت کے راز دار نے کارخانہ عالم کے باعثِ روزگار صاحب ''لولاک لما خلقت الافلاک'' سے بقولِ اقبال یوں عرض کیا:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تا عمر جس ذاتِ نبوت کا پاس رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی انہوں نے اس میں کمی نہ آنے دی اور آپ کے اہل بیت اطہار کے ساتھ غیر معمولی شفقت ومحبت کے مظاہر بار بار پیش فرمائے بلکہ آپ تو دوسروں سے بھی فرمایا کرتے تھے کہ: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے اہل بیتؓ کے سلسلے میں خیال رکھو۔'' (بخاری)

یعنی ان کے اہل بیتؓ کا ادب واحترام کرو اور ان (اہل بیتؓ) کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دو۔ (فتح الباری، عمدۃ القاری)

ایک اور موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! مجھے اپنی رشتہ داری جوڑنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کو جوڑنا زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری)

خلیفہ مقرر ہونے کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں بات چیت میں حضرات علیؓ وفاطمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے تعلق کی نوعیت بیان کرنا شروع کی تو ایک ایک بات سن کر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور آپؓ روتے جاتے۔ (طبری)

حضرت ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں حضرات امامین حسنین کریمین سیدین شہیدین رضی اللہ عنہما کو گھر سے باہر کھیلتا دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور اپنے کندھوں پر سوار کر کے سیر کراتے۔ (بخاری)

کسی جہاد سے مالِ غنیمت میں آپؓ کے

لیے جو عمدہ و قیمتی مال آتا، اسے ان نواسوں کی نذر کردیتے۔(البدایہ)

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرأ رضی اللہ عنہا کے وصال کے موقع پر آپؓ تشریف لائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کہنے پر حضرت ابوبکرؓ نے خاتونِ جنتؓ کا جنازہ پڑھایا۔

(کنز العمال، مسند احمد)

حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد بنوامیہ کے کچھ لوگوں نے ان کے اور خاندان نبوت کے درمیان دوریاں پیدا کرنے کی کوشش کی مگر ان حضرات کی معاملہ فہمی اور دور رس فراست کی بدولت یہ رشتہ ٹوٹنے نہ پایا۔ چنانچہ مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ اپنی تصنیف ''صدیق اکبرؓ'' میں اہل بیت کے ساتھ محبت کے زیر عنوان روایات کی تنقیح کے بعد فیصلہ کن تحریر رقم فرماتے ہیں: ''اصل یہ ہے کہ بنوامیہ میں کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جن کا آئینۂ قلب گردِ کدورت سے صاف نہیں تھا، جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے، وہ لگائی بجھائی کی باتیں کرتے رہے تھے، عام مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوتا ہوگا اور اس سے بدگمانیاں پھیلتی ہوں گی۔''

(ص:۲۲۴، ط: مکتبہ رشیدیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ ان لوگوں سے خاص طور پر ملنے جایا کرتے تھے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں ملا کرتے تھے، اور اس سے مقصد تلطفِ رسول ہوتا تھا، چنانچہ آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لئے صرف اس غرض سے تشریف لے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ وصالِ نبوت کے بعد ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپؓ نے جب یہ جملہ ادا کیا: ''میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھلے سال یہ بات سنی تھی۔'' تو بے ساختہ سانحہ وفات یاد آگیا، آپؓ سے ضبط نہ ہوسکا تو آنکھیں بہہ پڑیں، دو تین بار خطبہ جاری رکھنے کی کوشش کی مگر خود پر قابو نہ پاسکے اور خطبہ ختم کرکے منبر سے اتر آئے۔

ایسی عشق رسالت کی شمع سے آپ کا قلب و جگر جلا کرتا تھا تبھی آپؓ نے اسلام کے روزِ اول سے دعوتِ اسلام کی راہ میں صعوبتیں سہنے کے بعد اپنے دورِ خلافت میں ہر فتنے سے دین اسلام کی حفاظت فرمائی، جھوٹے مدعیانِ نبوت مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، سجاح بنت حارث کی شرانگیزی کا قلع قمع فرمایا اور آپؓ کا اس موقع پر یہ ارشاد: ''اینقص الدین و انا حی'' حفاظت اسلام کا ماٹو بن گیا:

تیغ براں بہر زندیق باش
اے مسلماں! پیروِ صدیقؓ باش

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تذکرہ سرفہرست فرماکر یہ تاریخی حقیقت سنہرے حروف میں قلم بند کی ہے:

''حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جہاں پہلے صحابی رسول اور پہلے خلیفہ اسلام تھے، وہاں آپ پہلے محافظ ختم نبوت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سرکاری اور حکومتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کرکے منکرین ختم نبوت کا استیصال کیا۔'' حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال پر حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے بلیغ خطبے میں آپ کو خراج تحسین پیش فرمایا، خطبے کی طوالت کے پیش نظر اس کے چیدہ چیدہ اقتباسات درج کیے جاتے ہیں جو ہمارے لئے درس بصیرت ہیں:

''اے ابوبکرؓ! تم پر خدا کی رحمت ہو، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے، وجۂ نشاط تھے، معتمد تھے، رازدار تھے، مشیر تھے.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش تھے اور اسلام پر سب سے زیادہ شفیق تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے سب سے زیادہ بابرکت اور رفاقت میں سب سے بہتر اور اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اسلام کی جانب سے جزائے خیر دے اور اپنے رسول کی جانب سے جزائے خیر دے... جب لوگ مرتد ہوگئے تھے تو تم نے بہترین خلافت کی اور امر خداوندی کی تم نے ایسی حفاظت کی جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کی.... منافقین کے ناپاک جذبہ اور کفار کے رنج و کبیدگی اور حاسدین کی ناپسندیدگی و کراہت اور باغیوں کے غیظ و غضب کے باوجود تم بلا نزاع اور بلاتفرقہ خلیفہ برحق رہے.... جب لوگ رک گئے اور ٹھہر گئے تو تم اللہ کی روشنی میں چلتے رہے، پھر انہوں نے تمہاری پیروی کی تو منزل پر پہنچ گئے.... وہ اپنی رہنمائی کے لئے تمہاری رائے کی جانب رجوع ہوئے تو کامیاب ہوئے، تمہارے ذریعے ان کو وہ کچھ ملا جس کا ان کو گمان نہ تھا.... تم اس پہاڑ کی طرح تھے جس کو نہ شدائد ہلا سکے، نہ ہوا کے طوفان ہٹا سکے.... اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ بدن کے اعتبار سے ضعیف تھے اور اللہ کے معاملے میں قوی تھے۔'' (الریاض النضرۃ بحوالہ: صحابہ کرامؓ کی انقلابی جماعت)☆☆☆

حسنِ اخلاق کی اہمیت

مولانا مفتی محمد عبید اللہ قاسمی بہرائچی

انسانی زندگی میں حسن اخلاق کو جو اہمیت و عظمت حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، ہر مذہب اور ہر دھرم کے لوگ؛ بلکہ دنیا میں بسنے والا ہر انسان اچھے اخلاق وکردار اور اچھے برتاؤ کا قائل ہے اور یقیناً کسی کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اخلاقی خوبیوں کو حاصل کرنا فطرت انسانی کا اہم تقاضہ ہے؛ بلکہ بنیادی ضروریات میں سے ہے، اس کے بغیر انسان میں انسانیت اور حسن وخوبی نہیں آتی، یہی وہ عظیم اور قابل قدر جوہر ہے جس کے ذریعہ معاشرے میں آپسی بھائی چارہ، اتحاد واتفاق، پیار ومحبت، عفو ودرگزر، رفق ونرمی اور توافق وہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے اور اسی طاقت کے ذریعہ آپسی اختلاف وانتشار، باہمی چپقلش ورنجش، نفرت و بعد، بڑی سے بڑی عداوت ودشمنی، بغض وکینہ اور ہر طرح کے تضادات دور کیے جاسکتے ہیں، حسن اخلاق درحقیقت انسان کا زیور اور اس کا حسن وخوبصورتی ہے، اسی کے ذریعہ اجتماعی وانفرادی زندگیوں میں توازن اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور لوگوں کے دلوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے؛ جب کہ بدخلقی اور بدسلوکی سے تمام برائیاں: نفرت و عداوت، اختلاف وانتشار باہمی چپقلش ورنجش وغیرہ جنم لیتی ہیں اور اخلاق سے عاری ہوجانے کے بعد انسان لوگوں کی نظر میں عیب دار ہوجاتا ہے، اس کے پاس کوئی قابل قدر شئی اور کوئی ایسی امتیازی صفت باقی نہیں رہتی جو اسے دیگر مخلوقات سے ممتاز کرے۔ گویا حسن اخلاق اور حسن سلوک انسانی زندگی کا قیمتی سرمایہ اور عظیم اثاثہ ہے۔

حسنِ اخلاق کا معنی اور اس کی حقیقت:

آج کل لوگوں نے حسن اخلاق کے مفہوم کو بہت محدود اور خاص کر دیا ہے اور وہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حسن اخلاق کا مطلب صرف لوگوں سے خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ ملنا، مہربانی اور شفقت کا معاملہ کرنا، مسکرا کر بات کر لینا اور ہمدردی کے الفاظ کہہ دینا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اپنے اندر پوری انسانی زندگی کو سمیٹے ہوئے ہے، وہ صرف مذکورہ چیزوں ہی کو شامل نہیں ہے؛ بلکہ اس کے بہت سے شعبے ہیں: شیریں و میٹھے بول، عفو و درگزر، رفق و نرمی، شفقت ومہربانی، انس ومحبت، اکرام واعزاز، حلم و بردباری، حیا وشرم، وسعت ظرفی وسخاوت، صلہ رحمی و حاجت روائی، تعاون و امداد، صبر وشکر، متانت وسنجیدگی، عدل وانصاف، امانت ودیانت، ماں باپ، بھائی بہن، عزیز واقارب، بیوی بچے، یتیموں مسکینوں، پڑوسی، مسلمان اور غیر مسلم حتی کہ جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی حسن سلوک و حسن معاملہ وغیرہ، یہ تمام حسن اخلاق کے شعبے ہیں جن کی شریعت مطہرہ میں تعلیم دی گئی ہے اور ان تمام شعبوں میں اچھا رویہ اختیار کرنے والا ہی اچھے اخلاق کا حامل اور اس عظیم صفت سے متصف کہلانے کا مستحق ہوگا۔ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اخلاق کے مفہوم میں وسعت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آج کل عرفِ عام میں ”اخلاق“ کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ آدمی دوسرے سے خندہ پیشانی سے پیش آئے، مسکرا کر اس سے ملے اور نرمی سے بات کر لے، ہمدردی کے الفاظ اس سے کہہ دے، بس اسی کو اخلاق سمجھا جاتا ہے۔ خوب سمجھ لیجیے کہ شریعت کی نظر میں ”اخلاق“ کا مفہوم بہت وسیع اور عام ہے، اس مفہوم میں بیشک یہ باتیں بھی داخل ہیں کہ جب انسان دوسرے سے ملے تو خندہ پیشانی سے ملے، اظہار محبت کرے اور اس کے چہرے پر ملاقات کے وقت بشاشت ہو، نرمی کے ساتھ گفتگو کرے؛ لیکن ”اخلاق“ صرف اس طرز عمل میں منحصر نہیں ہے، بلکہ ”اخلاق“ درحقیقت دل کی کیفیات کا نام ہے، دل میں جو جذبات اٹھتے ہیں اور جو خواہشات دل میں پیدا ہوتی ہیں، ان کا نام اخلاق ہے۔ پھر اچھے اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے جذبات میں اچھی اور خوشگوار باتیں پیدا ہوتی ہوں اور برے اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ اس کے دل میں خراب جذبات اور غلط خواہشات پیدا ہوتی ہوں۔“ (اصلاحی خطبات، ۱۵/ ۸۵)

حسنِ اخلاق قرآن کی روشنی میں:

اور حسن اخلاق کی قدر و قیمت اس وقت

مزید دو چند ہو جاتی ہے جب ہم اسے اسلام اور شریعت کی نظر سے دیکھتے ہیں؛ کیوں کہ قرآن و سنت میں اس کی بڑی اہمیت وارد ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (القلم:۴) ترجمہ: اور بیشک آپ (ﷺ) اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں۔ (بیان القرآن) اس آیت میں اللہ رب العزت نے دین اسلام، شریعت مطہرہ اور قرآنی تعلیمات کو خلق عظیم فرمایا ہے، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی ایک ایک آیت کا عملی نمونہ ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ لکھتے ہیں: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ خلق سے مراد دین عظیم ہے کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام سے زیادہ کوئی محبوب دین نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ آپ کا خلق خود قرآن ہے یعنی قرآن کریم جن اعلیٰ اعمال واخلاق کی تعلیم دیتا ہے آپ ان سب کا عملی نمونہ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: کہ خلق عظیم سے مراد آداب القرآن ہیں یعنی وہ آداب جو قرآن نے سکھائے ہیں حاصل سب کا تقریباً ایک ہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں حق تعالیٰ نے تمام ہی اخلاق فاضلہ بدرجہ کمال جمع فرما دیے تھے۔'' (معارف القرآن، ۸/۵۳۲، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

اسی طرح جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے غزوۂ احد میں مقررہ اور متعینہ جگہ چھوڑنے کی جو خطا اور لغزش صادر ہوئی، جس کی وجہ سے جنگ کی فتح شکست سے بدل گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی اور جسمانی تکلیف بھی پہنچی اور غم اور صدمہ بھی لاحق ہوا، اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ پر اپنے طبعی اخلاق وعادات اور عفو وکرم کی بنیاد پر کوئی ملامت اور سختی نہیں کی، آپ ﷺ کی اسی شان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آل عمران:۱۵۹) ترجمہ: بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ سخت زبان، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے، سو ان کو معاف کر دیجیے آپ ان کے لیے استغفار کیجیے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے (تا کہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو جائے) (بیان القرآن) آپ ﷺ کے اس حسن اخلاق، عفو ودرگزر اور نرم طبیعت ہونے کی وجہ سے صحابہ کو آپ ﷺ سے اور زیادہ محبت اور انسیت ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ'' (الاعراف:۱۹۹) ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ معافی کو اختیار کیجیے، بھلی باتوں کا حکم کیجیے اور جاہلوں سے منھ پھیر لیجیے!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ'' (المائدۃ:۱۳) ترجمہ: تو آپ (ﷺ) ان کو معاف کیجیے اور درگزر سے کام لیجیے۔ بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ'' (النور:۲۱) ترجمہ: ''اور چاہیے کہ لوگ معاف کریں اور درگزر سے کام لیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ'' (لقمان:۱۷) ترجمہ: اور برداشت کیجیے ان (تکلیفوں) کو جو آپ کو پیش آئیں۔ بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ'' (آل عمران:۱۳۴) ترجمہ: اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات اور اس طرح کی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عفو ودرگزر کرنے کا حکم فرمایا ہے، صابرین اور کاظمین غیض کی تعریف فرمائی ہے اور اسے ہمت کے کاموں میں سے بتایا ہے اور یہ سب حسنِ اخلاق کے مختلف شعبے ہیں۔

حضور ﷺ کے محاسن اخلاق:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اخلاق حسنہ، حسن معاشرت، عمدہ طرز زندگی اور زندگی کے ہر شعبہ میں اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا عمدہ نمونہ اور عملی پیکر ہے، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ کی تعلیم، ترویج واشاعت اور اس کی دعوت وتبلیغ کو اپنی بعثت کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ'' (الموطا امام مالکؒ ص:۷۰۵) یعنی میری بعثت ہی اس لیے ہوئی ہے کہ میں حیاتِ انسانی میں اخلاقِ حسنہ کے فضائل کی تکمیل کروں اور اسے کمال اور عروج پر پہنچاؤں؛ چنانچہ آپ ﷺ نے امت کو اخلاقِ فاضلانہ وکریمانہ سے متصف اور مزین کرنے کے لیے عملی نمونہ بھی پیش کیا اور مختلف مواقع پر قولی تعلیم بھی دی۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”احیاء العلوم“ میں حضور ﷺ کے بہت سارے محاسن اخلاق کو بڑے ہی عمدہ انداز میں بیان کیا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

”آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ انصاف پسند، سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے زیادہ سخی تھے؛ یہاں تک کہ کوئی رات ایسی نہیں آتی جس میں آپ ﷺ کے پاس کوئی درہم دینار بچتا ہو (رات آنے سے ہی پہلے سب خرچ کر ڈالتے تھے) اور اگر کبھی کچھ درہم یا دینار بچ جاتا اور اسی حالت میں رات آجاتی تو آپ ﷺ اس وقت تک گھر تشریف نہ لے جاتے جب تک اسے کسی ضرورت مند کو دے کر فارغ نہ ہو جاتے۔ آپ ﷺ اتنے باحیا تھے کہ اپنی نظریں کسی چہرے پر نہیں جماتے تھے، خود ہی اپنا نعل مبارک سی لیتے، کپڑوں میں پیوند خود ہی لگا لیا کرتے، گھریلو کام کاج میں بیویوں کا تعاون فرماتے، غلام اور آزاد سب کی دعوت قبول فرماتے، ہدیہ قبول فرماتے خواہ دودھ کا ایک گھونٹ ہو یا خرگوش کی ران ہی کیوں نہ ہو، باندیوں اور مسکینوں کی حاجت روائی میں تکبر نہیں فرماتے، ولیمہ کی دعوت قبول فرماتے، بیماروں کی عیادت کرتے، جنازوں میں تشریف لے جاتے، فقراء کے ساتھ بیٹھتے، مسکینوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، مزاح فرماتے؛ لیکن سچ بولتے، ہنستے؛ لیکن قہقہہ نہ لگاتے، بااخلاق لوگوں کی عزت کرتے، کسی پر ظلم نہ کرتے، معذرت خواہ کا عذر قبول فرماتے، کسی کو حقیر نہ جانتے اور نہ ہی کسی پر برتری اختیار فرماتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں تمام محاسن اور خوبیاں جمع کر دی تھیں۔“ (المستفاد: احیاء العلوم، ۴/ ۱۱۷، ط: دار المنہاج السعودیۃ جدۃ)

حسنِ اخلاق احادیث کی روشنی میں:

حضور ﷺ کے نزدیک حسن اخلاق کی اتنی اہمیت تھی کہ اپنے لیے حسن اخلاق کی دعائیں کیا کرتے تھے: ”اللّٰھمّ أحسنت خلقي فأحسن خلقي“ (رواہ احمد فی المسند، ۱/ ۴۰۳) ترجمہ: اے اللہ تو نے میری بناوٹ کو سنوارا ہے، تو میرے اخلاق بھی سنوار دے اور بد خلقی سے بچنے کی بھی توفیق مانگتے تھے اور یہ دعا کرتے۔ ”اللّٰھم إني أعوذ بک مِن مُنکراتِ الأخلاقِ والأعمالِ والأھواء“ (رواہ الترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۹۱) ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔

آپ ﷺ نے متعدد احادیث میں بھی حسن اخلاق کی اہمیت وفضیلت کو امت کی تعلیم کے لیے بیان فرمایا ہے؛ چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إنّ مِن أخیرِکُم أحسَنَکم خُلقًا“ (رواہ البخاری، رقم: ۶۰۲۹) ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے۔ (ترمذی، رقم: ۲۰۱۸)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”إنّ المؤمنَ لَیُدرِکُ بِحُسنِ خُلقہ درجۃَ الصائمِ القائم“ (رواہ أبوداود، باب فی حسن الخلق، رقم: ۴۷۹۸) ترجمہ: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور رات بھر عبادت کرنے والے کے درجہ کو حاصل کر لیتا ہے۔

حضور ﷺ کا غیروں کے ساتھ برتاؤ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں سے تو پیار ومحبت اور شفقت وہمدردی کے ساتھ ملتے ہی تھے، جس کی بے شمار مثالیں ہیں، غیر بھی آپ کے رحم وکرم، عفو و درگزر اور خوش خلقی سے محروم نہ رہے۔ اس کی ایک عظیم مثال فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کا کفار مکہ کے لیے عام معافی کا اعلان کرنا ہے؛ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتحانہ انداز میں شان وشوکت کے ساتھ داخل ہوئے، تو کفار و مشرکین جنھوں نے ہر قدم پر آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تکلیفیں پہنچائی تھیں، جو آپ کے جانی دشمن تھے، آپ کے قتل کی تدبیریں اور سازشیں کرتے تھے اور جنھوں نے اسلام دشمنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، وہ سہمے ہوئے تھے، انہیں سزائے موت کا یقین تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہی خیال کر رکھا تھا: ”الیوم یوم الملحمۃ“ آج بدلے کا دن ہے، آج جوشِ انتقام کو سرد کرنے کا دن ہے؛ لیکن تاریخ نے دیکھا اور اسے نوٹ کیا کہ رحمت دو جہاں کے پیکر اور محسن انسانیت ﷺ کی شفقت نبوی جوش میں آئی اور زبان رسالت سے یہ اعلان کر دیا: ”لا تثریب علیکم الیوم واذھبوا فأنتم الطلقاء“ کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، تمہیں معاف کر دیا گیا، تم پر کوئی جرم نہیں ہے اور تم سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ یہ تھا آپ صلی اللہ علی وسلم کا جانی دشمنوں کے ساتھ برتاؤ اور حسن سلوک، جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے، اور اس سلوک اور برتاؤ کی وجہ سے فتح مکہ کے موقع پر بکثرت لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو معاف فرمایا۔ (جاری ہے)

"صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة" زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت عمیر بن وہب جمحی رضی اللہ عنہ

"جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پاچکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔" (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

عمیر بن جمحی جنگ بدر سے خود تو اپنی جان بچا کر صحیح سلامت واپس آ گئے مگر اپنے پیچھے اپنے لڑکے کو مدینہ میں چھوڑ آئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تھا۔ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ مسلمان باپ کے جرائم کے بدلہ میں بیٹے سے مواخذہ کریں گے اور ان اذیتوں اور تکلیفوں کے بدلہ میں اسے دردناک سزا دیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی دعوت سے باز رکھنے اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے پھیرنے کے لئے دیا کرتا تھا۔

ایک روز عمیر چاشت کے وقت بیت اللہ کا طواف کرنے اور وہاں رکھے ہوئے بتوں سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ وہاں انہوں نے صفوان بن امیہ کو حجر (کعبہ سے متصل شمال کی جانب ایک جگہ) کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو اس کی طرف بڑھ گئے اور اسے سلام کیا۔ صفوان نے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ عمیر! آؤ بیٹھو۔ کچھ دیر باتیں کریں۔ باتوں میں وقت اچھا کٹ جاتا ہے۔ عمیر صفوان کے بازو میں بیٹھ گئے اور دونوں کے درمیان جنگ بدر اور اس میں نازل ہونے والی مصیبت کا ذکر چھڑ گیا۔ وہ اپنے ان قیدیوں کو شمار کر رہے تھے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے۔

صفوان نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا:

"اللہ تعالیٰ کی قسم ان لوگوں کے بغیر اب زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا۔"

"تم بالکل صحیح کہہ رہے ہو۔"

عمیر نے اس کی تائید کی پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولے: "رب کعبہ کی قسم! اگر میرے ذمے وہ قرض نہ ہوتے جن کی ادائیگی کا میرے پاس کوئی بندوبست نہیں اور میرے اہل وعیال نہ ہوتے جن کے اپنے بعد ہلاک ہو جانے کا مجھے شدید اندیشہ لاحق ہے تو میں یثرب میں جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتمہ کر دیتا اور اس فتنے کا سد باب کر دیتا جو ہمارے لئے پریشانی کا سبب ہوا ہے۔" (نعوذ باللہ من ذالک) پھر وہ سرگوشی کے انداز میں بولے: "مسلمانوں کے یہاں میرے لڑکے کی موجودگی کے سبب میرا وہاں جانا ان کے لئے کسی تشویش یا شبہ کا باعث بھی نہیں ہوگا۔"

صفوان نے عمیر کی اس بات کو غنیمت سمجھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہاتھ آیا ہوا یہ بہترین موقع ضائع ہو جائے۔ اس لئے ان کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"عمیر تم اپنا سارا قرض میرے اوپر چھوڑ دو، چاہے وہ جتنا بھی ہو میں اسے تمہاری طرف سے ادا کر دوں گا اور تمہارے اہل وعیال کو اپنے اہل وعیال میں شامل کر کے زندگی بھر ان کی پوری پوری کفالت کرتا رہوں گا۔ میرے پاس جو دولت ہے وہ ان سب کے گزر بسر کے لئے کافی ہے۔ وہ اس سے خوش حالی اور فراخی کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔"

"تب ہماری اس باہمی گفتگو کو اپنے ہی تک محدود رکھنا کسی دوسرے کو اس سے آگاہ نہ کرنا۔" عمیر نے صفوان کو راز داری کی تاکید کرتے ہوئے کہا: "میں تمہارے لئے اس کا ذمہ لیتا ہوں۔" صفوان نے اس کو اطمینان دلایا۔

عمیر مسجد سے اٹھ کر باہر آئے تو ان کے

دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض وکینہ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ اپنے اس ناپاک منصوبے کی تکمیل کے لئے ضروری انتظامات میں مشغول ہوگئے۔ ان کو اپنے اس سفر اور اس کے مقصد کے بارے میں کسی شخص کی طرف سے کسی شبہے کا قطعی کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت قیدیوں کے فدیے کی ادائیگی کے سلسلے میں ان کے قریشی رشتہ داروں کی یثرب کی طرف آمد ورفت کا سلسلہ برابر جاری تھا۔

عمیر نے اپنی تلوار چمکدار کرنے اور اس کو زہر میں بھگونے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے اپنی سواری کی اونٹنی طلب کی۔ وہ تیار کر کے ان کے سامنے لائی گئی اور وہ اس کی پشت پر سوار ہو گئے۔ اور اپنے دل میں بغض و عداوت اور شروفساد کے ناپاک جذبات لئے مدینہ کی سمت چل پڑے۔ عمیر مدینہ پہنچے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے مسجد کا رخ کیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) جب وہ مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور اس سے نیچے اتر آئے۔ اس وقت جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد کے دروازے کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ لوگ آپس میں جنگ بدر اور اس میں قتل ہونے والے قریشیوں اور ان کے قیدیوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ وہ مسلمان مہاجرین و انصار کے دلیرانہ کارناموں کی یاد تازہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کر رہے تھے جو اس نے مسلمانوں کی فتح وکامرانی اور ان کے دشمنوں کی ذلت آمیز شکست کی شکل میں ان کے اوپر کیا تھا۔ یکا یک جناب عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ بدلی اور ان کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی جو اپنی سواری سے اتر کر تلوار لٹکائے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ گھبرا اٹھے اور یہ کہتے ہوئے دوڑے:

”یہ کتا! ان کا دشمن عمیر بن وہب ہے۔ اللہ کی قسم! یہ کسی نیک ارادے سے نہیں آیا۔ یہ مکہ میں مشرکین کو ہمارے خلاف اکسایا کرتا اور جنگ بدر سے پہلے ہمارے خلاف جاسوسی کیا کرتا تھا۔“ پھر انہوں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا:

”تم لوگ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لو اور ہوشیار رہنا! کہیں یہ خبیث مکار کوئی دھوکا نہ کر دے۔“ پھر وہ خود لپکے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے جو تلوار سے کمر بستہ ہو کر آیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور کسی برے ارادے سے یہاں آیا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ باتیں سن کر فرمایا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمیر بن وہب کے پاس پہنچے اور ان کو گریبان سے پکڑ لیا اور ان کی گردن کو تلوار کے تسمے میں پھنسا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا کہ ”عمر! اس کو چھوڑ کر دور ہٹ جاؤ“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے انہیں اور قریب آنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جا کر جاہلیت کے طریقے سے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”عمیر! اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے طریقہ سلام سے بہتر سلام سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو سلام سے نوازا ہے جو اہل جنت کا طریقہ سلام ہے۔“

”واللہ! آپ ہمارے طریقہ سلام سے زیادہ دور نہیں ہیں۔“ عمیر نے کہا ابھی کچھ دنوں پہلے آپ کے سلام کرنے کا طریقہ بھی یہی تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ”عمیر تم یہاں کس غرض سے آئے ہو؟“

اس قیدی کی رہائی کی امید لے کر آیا ہوں جو آپ کے قبضے میں ہے۔ آپ اس کو رہا کر کے میرے اوپر احسان کیجئے۔ (عمیر نے بہانہ بنایا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل کا چور پکڑتے ہوئے فرمایا: ”پھر تمہاری کمر میں یہ تلوار کیسی لگ رہی ہے؟“

”اللہ ان تلواروں کا برا کرے کیا جنگ بدر کے روز یہ ہمارے کسی کام آ سکیں؟“ (اس نے ایک اور پردہ ڈالنا چاہا)۔

”عمیر مجھ سے سچ سچ بتاؤ تمہارے یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا۔

”میں واقعی صرف اسی کام سے آیا ہوں۔“

(اس نے ایک بار پھر سفید جھوٹ بولا)۔

”نہیں صحیح بات یہ ہے کہ تم اور صفوان بن امیہ حجر کے پاس بیٹھے تھے اور تم نے قریش کے ان مقتولین کا ذکر کیا جو بدر کے گڑھے میں ڈال دیئے گئے تھے۔ پھر تم نے کہا تھا کہ اگر میرے اوپر قرض کا بوجھ اور اہل وعیال کی کفالت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں یثرب جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام

تمام کر دیتا۔ تو صفوان نے اس شرط پر کہ تم مجھے قتل کر دو گے تمہارے قرضوں کی ادائیگی اور تمہارے اہل وعیال کی کفالت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ لیکن یاد رکھو! تمہارے اور اس ناپاک ارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

یہ سن کر تھوڑی دیر کے لئے عمیر بن وہب بالکل ہکا بکا رہ گئے۔ پھر بول اٹھے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' اس کے بعد انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ! ہم آپ کی بیان کردہ آسمانی خبروں اور آپ کے اوپر نازل شدہ وحی کی تکذیب کرتے تھے لیکن میرے اور صفوان کے مابین طے شدہ اس منصوبے کو میرے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اللہ کی قسم اب مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ ہمارے اس خفیہ منصوبے سے اللہ کے سوا کسی دوسرے نے آپ کو آگاہ نہیں کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ مجھے یہاں کھینچ لایا تا کہ مجھے دولت ایمان سے سرفراز فرمائے۔'' پھر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ''اپنے بھائی کو دین سکھاؤ اسے قرآن کی تعلیم دو اور اس کے قیدی کو آزاد کر دو۔''

حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر مسلمانوں نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جس وقت عمیر بن وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے وہ میرے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر تھے لیکن آج وہ میرے بعض بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔''

حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ مدینہ میں رک گئے۔ وہاں رک کر وہ اسلامی تعلیمات کے ذریعہ سے اپنے نفس کا تزکیہ کرتے، قرآن کے نور سے اپنے دل کو منور کرتے اور اپنی زندگی کے بارونق اور مطمئن ترین ایام گزارتے رہے۔ اور اس مدت کے دوران میں صفوان بن امیہ اپنے دل کو جھوٹی امیدوں سے بہلاتا رہا۔ جب بھی اس کا گزر قریش کی مجلسوں کی طرف ہوتا وہ ان کو خوش خبری دیتے ہوئے کہتا کہ عنقریب تمہارے پاس ایک ایسی اہم اور مسرت افزا خبر آنے والی ہے۔ جو بدر کے ہولناک سانحہ کے اثرات کو تمہارے دلوں سے محو کر دے گی۔ لیکن جب اس کے انتظار کی گھڑیاں طویل ہوئیں تو بتدریج اضطراب و بے چینی اس کے دل میں سرایت کرنے لگی اور لحہ بہ لحہ اس کی بے قراری اور پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔ جیسے وہ انگاروں پر لوٹ رہا ہو۔ وہ مدینہ کی طرف سے آنے والے قافلوں سے حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کرتا مگر کسی کے پاس اس کے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں ہوتا تھا۔ آخر کار ایک سوار نے آ کر اس کو یہ اطلاع دی کہ عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ خبر صفوان بن امیہ پر بجلی بن کر گری۔ کیونکہ اس کو اس بات کا یقین تھا کہ عمیر بن وہب ہرگز اسلام قبول نہیں کر سکتا چاہے روئے زمین پر بسنے والا ہر شخص مسلمان ہو جائے۔

ادھر حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ برابر اپنے دین کا علم حاصل کرتے رہے اور جہاں تک ممکن ہوا اپنے رب کے کلام کو حفظ کرتے رہے۔ پھر ایک روز انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ماضی میں ایک طویل مدت تک میں اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش میں لگا رہا اور دین اسلام کو قبول کرنے والوں کو سخت قسم کی اذیتیں دیتا رہا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ وہاں پہنچ کر میں قریش کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دوں۔ اگر وہ میری دعوت قبول کر لیں گے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہو گا لیکن اگر انہوں نے میری اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا تو میں ان کو بھی بت پرستی اور انکار اسلام کے جرم میں ویسی ہی اذیتیں دوں گا جیسی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام قبول کرنے پر دیا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ اجازت پا کر وہ مکہ آئے اور صفوان بن امیہ کے گھر پہنچے اور اس سے بولے: ''صفوان! تمہارا شمار مکہ کے سربرآوردہ (اکابر، ذمہ دار، قوم کے بڑے) لوگوں اور قریش کے اصحاب عقل و دانش میں ہوتا ہے۔ کیا واقعی تم یہ سمجھتے ہو کہ ان پتھروں کی پرستش اور ان کے لئے قربانی کرنے کا جو طریقہ تم لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ عقل کی رو سے زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ ہے؟ میں تو اسے درست نہیں سمجھتا اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا حقیقت میں کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ پھر حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ مکہ میں دعوت الی اللہ کے کام میں لگ گئے اور بڑی تعداد میں لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (سیرۃ النبی، مؤلف امام ابن کثیرج:۱ صفحہ نمبر ۶۰۸، ۶۰۹)

اللہ تعالیٰ حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کو بہترین اجر سے نوازے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین۔ ☆☆

تحفظِ ختم نبوت کے اوّلین شہدائے کرامؓ

مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ

نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد منافقین نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی صورت میں سر اٹھایا۔ جانشین رسول، امیر المومنین، خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ناموس رسالت وآبروئے ختم نبوت کی پاسبانی کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس فتنے کی جڑیں کاٹنے اور ان مفسدوں کے سرتن سے جدا کرنے پر مامور کیا۔ جنگ یمامہ کفر واسلام کے اسی معرکے کا نام ہے جس میں بارہ سو کے قریب صحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان شہداء میں تین سو ستر ایسے صحابہ کرامؓ تھے جو قرآن کے حافظ تھے اور ان کا درجہ عام مسلمانوں میں بہت بلند تھا۔ جنگ یمامہ کے جذبے اور ولولے شمع ختم نبوت کے پروانوں کے لیے رہتی دنیا تک نمونہ عمل رہیں گے۔

ختم نبوت کے اوّلین شہدائے کرام

حضرت حبیب بن زید انصاریؓ:

تاریخ اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کے لیے سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوان انصاری صحابی حضرت حبیب بن زید انصاریؓ نے پیش کیا۔ وہ مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور انہیں مسیلمہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ مسیلمہ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم حضرت محمد کو اللہ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں مانتا ہوں۔ مسیلمہ نے پھر پوچھا کہ تم مجھے اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہو؟ حضرت حبیب بن زیدؓ نے جواب میں فرمایا: میرے کان تمہاری یہ بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مسیلمہ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا اور تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت حبیب بن زیدؓ کو مسیلمہ کے دربار میں اس درندگی کے ساتھ شہید کیا گیا کہ پہلے ان کا ایک بازو کاٹا گیا پھر دوسرا بازو اور پھر ایک ٹانگ پھر دوسری ٹانگ، اس دوران مسیلمہ مسلسل سوال کرتا جاتا تھا اور اس عاشق رسول صحابیؓ کا ہر سوال پر یہی جواب تھا کہ ”میرے کان جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کے لیے نبوت کا لفظ سننے کے لیے تیار نہیں۔“ حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید انصاریؓ عقیدہ ختم نبوت کے اسی والہانہ اظہار کے ساتھ جام شہادت نوش کر گئے۔

حضرت زید بن خطاب القرشی العدویؓ:

یہ اس لشکر کے علم بردار تھے جو مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں حضرت صدیق اکبرؓ نے روانہ کیا تھا۔ دشمن کے ایک حملے میں ان کا لشکر متفرق ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اب مرد، مرد نہیں رہے، پھر بلند آواز سے کہا: ”الٰہی! میں اپنے ساتھیوں کے فرار کا تیرے حضور میں عذر پیش کرتا ہوں۔ مسیلمہ کذاب اور محکم بن طفیل کی سازشوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔“ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور شدت سے حملہ کیا اور مرتد یسدندد کو قتل کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ حضرت زید خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروقؓ کے بھائی ہیں۔

حضرت سالم بن معقل شہیدؓ:

حضرت سالم بن معقلؓ اصلی باشندے اصطخر کے تھے۔ بعض نے ان کا وطن موضع کرمد (علاقہ فارس) بھی لکھا ہے۔ شبیبۃ بنت تعار انصاریہ کے غلام تھے۔ یہ خاتون ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی زوجہ ہیں۔ انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور ابوحذیفہ نے ان کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ حتیٰ کہ متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انصاریہ کے آزاد کردہ تھے اور مہاجر اس لیے شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے مکہ میں ابوحذیفہ کے ہاں پرورش پائی اور مکہ سے ہجرت کر کے اس قافلہ میں مدینہ پہنچے جس میں حضرت عمر فاروقؓ بھی شامل تھے۔ ان کا شمار فضلا الموالی، خیار الصحابہؓ اور کبار صحابہؓ میں کیا جاتا ہے۔ ان کو عجمی اصل وطن کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے جید قاری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معلمین قرآن میں ان کا نام تعین فرمایا تھا۔ غزوۂ بدر میں حاضر تھے، جنگ یمامہ میں حضرت سالمؓ اور ان کے مربی حضرت ابوحذیفہؓ دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ دفن ہونے میں حضرت سالمؓ کا سر ابوحذیفہؓ کے پاؤں کی جانب تھا۔

حضرت سائب بن عثمان بن مظعون القرشی الجمحی شہیدؓ:

یہ سائب بن مظعون کے برادر زادے ہیں' ان کے والد عثمان بن مظعون اور ان کے چچاؤں قدامہ' عبداللہ اور سائب نے ہجرت حبشہ کی تھی۔ یہ بھی حبشہ کی ہجرت دوم میں شامل تھے۔ جنگ یمامہ میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے' اس وقت ان کی عمر 30 سال سے زائد تھی۔

حضرت شجاع بن ابی وہب الاسدی شہیدؓ:

ان کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خزیمہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی حبشہ کی دوسری ہجرت میں شامل تھے اور پھر یہ سن کر کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں' حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے' مواخات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابن خول کا بھائی بنایا تھا۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے' اس وقت ان کی عمر چالیس سال سے کچھ زائد تھی۔

حضرت عبداللہ بن مخرمہ شہیدؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نسب گیارہویں پشت میں فہر سے مل جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام فہک بنت صفوان ہیں۔ یہ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں اور بقول ذوالہجرتین بھی ہیں۔ جنگ یمامہ میں اکتالیس سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ انہوں نے دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک میں اپنے بند بند کو تیری راہ میں زخم رسیدہ نہ دیکھ لوں۔ جنگ یمامہ میں ان کے زخموں کا یہی حال تھا کہ جملہ مفاصل (جوڑوں) پر زخموں کے نشان تھے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس آخری وقت پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ روزہ داروں نے روزے کھول لیے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا میرے منہ میں پانی ڈال دو۔ ابن عمرؓ حوض پر گئے اور ڈول میں پانی لے کر آئے۔ آ کر دیکھا تو وہ سانس پورے کر چکے تھے۔

حضرت مالک بن امیہ بن عمرا لسلمی شہیدؓ:

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں' بدر میں حاضر ہوئے۔ جنگ یمامہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت مالک بن عمروالسلمی شہیدؓ:

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی' ان کا نام مہشم یا ہشیم یا ہاشم بیان کیا جاتا ہے۔ فضلا صحابہؓ میں سے ہیں۔ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں داخل نہ ہوئے تھے کہ یہ اسلام لا چکے تھے۔ اوّل ہجرت حبشہ کی' پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ ان کی اہلیہ سہلمہ بنت سہیل نے ہجرت حبشہ میں ساتھ دیا تھا۔ بدر' احد' خندق' حدیبیہ جملہ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ جنگ یمامہ میں بعمر 53 سال جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول الانصاری الخزرجی شہیدؓ:

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں' ان کا قبیلہ مدینہ بھر میں مشہور تھا۔ ان کو ابن الحبلی بھی کہتے ہیں۔ سلول عبداللہ منافق کی دادی کا نام ہے' ابی اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہے۔ حضرت عبداللہ کے باپ عبداللہ کو اہل یثرب اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے' اس کے لیے تاج تیار کرنے کی تجاویز ہو رہی تھیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہو گئے۔ خزرجی مسلمان ہو گئے' ابن ابی کا اقتدار خاک میں مل گیا۔ بغض وحسد نے رئیس المنافقین بنا دیا۔

جب ''لیخرجن الاعز منھا الاذل'' کا جملہ رئیس المنافقین کے منہ سے نکلا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہؓ جو نہایت مخلص مسلمان تھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اپنے نالائق باپ کا سر کاٹ کر حاضر کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں تم اپنے باپ سے حسن سلوک رکھو۔

الغرض ابن ابی رئیس المنافقین کے گھر میں حضرت عبداللہ' صدق واخلاق کا کامل نمونہ تھے۔ ایمان اور محبت رسول کے مدارج میں ترقی یافتہ تھے' ان کا شمار خیار صحابہؓ اور فضلائے صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ بدر' احد اور دیگر تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور جنگ یمامہ میں اپنی جان کا نذرانہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پیش کیا۔

حضرت عائذ بن ماعض الانصاری شہیدؓ:

یہ اور ان کے بھائی معاذ بن ماعضؓ غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ مواخات میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سویبط بن حرملہؓ کا بھائی بنایا تھا۔ بیر معونہ یا بقول بعض یوم یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

حضرت نعمان بن اعقر بن الربیع البلوی انصاری شہیدؓ:

یہ انصار بنو معاویہ بن مالک کے حلیف تھے۔ بدر' احد' خندق اور جملہ مشاہد میں شریک ہوئے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت معن بن عدی بن جد بن عجلان ضیعہ البلوی الانصاری شہیدؓ:

انصار بن عمر کے حلیف تھے‘ عاصم بن عدی کے برادر حقیقی ہیں۔ مواخات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن خطابؓ کو ان کا بھائی بنایا تھا۔ بدر سمیت جملہ مشاہد میں حاضر باش رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت عقبہ بن عامر الانصاری الخزرجی شہیدؓ:

بیت عقبہ اولیٰ سے مشرف تھے‘ بدر و احد میں حاضر تھے۔ احد کے دن خود آہنی پر سبز عمامہ سجائے رکھا تھا اور دور سے نمایاں ہوتے تھے۔ خندق اور دیگر مشاہد میں بالالتزام حاضر رہے‘ جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ البلوی الانصاری شہیدؓ:

یہ فرار بن بلی کی نسل اور بنو قضاع میں سے ہیں۔ ان کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن عدو الاوثان تجویز فرمایا۔ بدر میں حاضر تھے‘ جنگ یمامہ میں شہادت کے مرتبۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

حضرت عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی شہیدؓ:

حضرت عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعور ابن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی یہ قدیم الاسلام ہیں۔ مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔

بدر‘ احد اور دیگر جملہ مشاہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ فضلائے صحابہؓ میں سے ہیں۔ حضرت انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ اندھیری رات میں ان کا عصا روشن ہو جایا کرتا تھا۔ یہ ان چھ بزرگوں میں سے ہیں جو لعب بن اشرف یہودی کے قتل میں شامل تھے۔ جنگِ یمامہ میں مردانہ وار لڑتے ہوئے مرتدین کو مارتے ہوئے بعمر 45 سال شہید ہوئے۔

حضرت ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری شہیدؓ:

حضرت ثابت بن ہزال الانصاریؓ بدر اور دیگر مشاہد میں حاضر باش رہے‘ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

حضرت ثابت بن اخلد بن نعمان بن خنا الانصاری شہیدؓ:

یہ بنو مالک بن انجار میں سے ہیں۔ بدر و احد میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت ایاس بن ورقہ الانصاری الخزرجی شہیدؓ:

یہ بنو سالم بن خزرج سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

مندرجہ بالا شہدائے ناموس رسالت کے علاوہ مولانا ابوالقاسم دلاوری نے ابن اثیر کے حوالے سے درج ذیل شہدائے ناموس رسالت صحابہؓ کے اسمائے مبارک لکھے ہیں:

☆ حضرت عباد بن حارث الانصاریؓ جو جنگ احد میں شریک تھے۔ ☆ حضرت عمیر بن اوسؓ شریک احد۔ ☆ حضرت عامر ابن ثابتؓ بن سلمہ انصاری۔ ☆ حضرت عمارہ ابن حزم انصاریؓ جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ☆ حضرت علی بن عبیداللہ ابن حارثؓ۔ ☆ حضرت فوہ بن نعمانؓ جو جنگِ احد میں شریک تھے۔

☆ حضرت قیس بن حارث بن عدی انصاریؓ شریک جنگ احد۔

☆ حضرت سعد بن حجاز انصاریؓ شریک غزوۂ احد۔ ☆ حضرت سلمہ ابن مسعود سنان انصاریؓ

☆ حضرت سائب ابن عوامؓ جو زبیرؓ کے حقیقی بھائی اور سید المرسلین کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

☆ حضرت طفیل ابن عمر الدوسیؓ شریک غزوۂ خیبر۔

☆ حضرت زاراہ ابن قیس انصاریؓ۔

☆ حضرت مالک ابن امیہ سلمٰی بدریؓ۔

☆ حضرت مسعد ابن سنانؓ اسود شریک غزوۂ احد۔ ☆ حضرت صفوانؓ۔

☆ حضرت فرار ابن ازور اسدیؓ جنھوں نے حضرت خالدؓ کے حکم سے مالک بن نویرہ کو قتل کیا۔ ☆ حضرت عبداللہ بن حارث سہمیؓ۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عتیکؓ انصاری بدری‘ جنہوں نے گستاخ رسول یہودی ابو رافع بن ابی الحقیق کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قتل کرنے کا فریضہ سرانجام دیا۔

☆ حضرت ہریم ابن عبداللہ مطلبی قرشیؓ۔

☆ اور ان کے بھائی حضرت جنادہؓ۔

☆ ولیدؓ بن شمس بن مغریب جو حضرت خالد کے عم زاد بھائی تھے۔

☆ حضرت ابوحبہ ابن غزیہؓ انصاری جو احد میں موجود تھے۔

☆ حضرت ابوقیس ابن حارث سہمیؓ جو مہاجرین حبش میں داخل اور جنگ احد میں شریک تھے۔

☆ حضرت یزید بن ثابتؓ جو حضرت زید بن ثابتؓ کے بھائی تھے۔

☆ حضرت مالک بن عوس ابن عتیک انصاریؓ جو احد میں شریک تھے۔ ☆ نعمان بن عصر بدریؓ۔ ☆ حضرت یزید بن لاسؓ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ ☆ حضرت ابوعقیل بلوی بدریؓ۔ اس طرح مورخین نے چند اور نام بھی بتائے ہیں۔ (ائمہ تلبیس‘ جلد اوّل‘ صفحہ 87-88)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لوئر دیر تیمر گرہ

مولانا عابد کمال

لوئر دیر تیمر گرہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس 18/ دسمبر 2022ء بروز اتوار ریسٹ ہاؤس گراؤنڈ میں منعقد ہوئی، جس میں خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مفکر ختم نبوت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے کہا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جو جنگ منکرین ختم نبوت کے ساتھ شروع ہوئی تھی وہ جنگ قیامت تک جاری رہے گی اور مسلمان خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر فتنہ قادیانیت کا تعاقب کرتے ہوئے اس فتنہ عظیم کو منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیں گے اور امت مسلمہ کو پوری طرح آگاہ کیا جائے گا کہ قادیانی انگریزوں کے کرائے کے ٹٹو ہیں، پوری دنیا میں ذلت و رسوائی کے سوا قادیانیت کے مقدر میں صرف اور صرف فرنگی کے لیے جاسوسی کرنی لکھی ہے ہر مسلمان ملک میں قادیانیوں کے مشن کو انگریز کی سرپرستی حاصل ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بیدار ہو کر فتنہ قادیانیت کا تعاقب کریں۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کے ذریعے فتنہ قادیانیت کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے، اب وہ اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتے، کسی سے سلام نہیں کر سکتے، نہ مسجد بنا سکتے ہیں اور نہ وہ اسلامی شعائر استعمال کر سکتے ہیں پاکستان اور افریقی ممالک میں قادیانیوں کو مکمل طور پر تحقیقات کے بعد غیر مسلم قرار دیا گیا، مسیلمہ پنجاب کے کذب و دجل اور فریب سے بچنے کے لیے علمائے کرام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ اپنے آپ کو منسلک کرو، یہی سیدھا راستہ ہے اور یہی نجات کا واحد ذریعہ ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت ہے تو پھر سب کچھ ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے امیر مولانا قاری اکرام الحق نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینے کا عہد کر چکی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے کے لیے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ آخری خطاب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال نے مسلمانوں کو قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ قادیانیت کی مصنوعات کی آمدن کا اچھا خاصا حصہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف استعمال ہوتا ہے آج مسلمانوں کو چاہیے کہ یہ عہد کریں کہ قادیانیوں کی مصنوعات کا مکمل طور بائیکاٹ کریں گے، انہوں نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست و بازو بن کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ انجام دیں، جبکہ کانفرنس میں ضلعی سرپرستان مولانا فضل وہاب المعروف سوات مولوی، شیخ الحدیث مولانا ضیاء الحق المعروف بانڈی مولوی، تنگی بابا جی، مولانا غلام نبی، ضلعی امیر مولانا قاری عمران، ضلعی ناظم عمومی استاد العلماء مولانا سمیع شارجہ مسجد، مولانا قاری قاسم خان نائب امیر، انوار الدین صدر انجمن تاجران تیمر گرہ، مولانا سمیع اللہ تحصیل میدان، مولانا محمد زیب خان، مفتی کفایت اللہ، مولانا حاجی محمد، مولانا رشید خان، مولانا عمر حسین، مولانا شمشیر، تحصیل چیئرمین تیمر گرہ، مفتی عرفان نے خطاب کیا اور کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، تاجران، ڈاکٹروں، وکلاء برادری نے بھرپور شرکت کی اور ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی اور اس طرح یہ فقید المثال کانفرنس مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب کی رقت آمیز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں!

تیسری قسط

مولانا سعد کامران

مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے نکاح اور محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی کو ''تقدیر مبرم'' قرار دیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل تحریر میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

''نفس پیشگوئی یعنی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز (مرزا صاحب) کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی، کیونکہ اس کے لیے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے ''لاتبدیل لکلمات اللہ'' یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔'' (اشتہار: 6/ستمبر 1894ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:1، ص:399، دو جلدوں والا جدید ایڈیشن)، (اشتہار، 6/ستمبر 1894، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:2، ص:43، تین جلدوں والا پرانا ایڈیشن)

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے خاوند کے متعلق لکھا ہے:

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی (موت) تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔'' (انجام آتھم، ص: 31، مندرجہ روحانی خزائن، ج:11، ص:31)

آگے مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

''صاف ظاہر ہے کہ آتھم کی پیشگوئی اور اس (محمدی بیگم والی) پیشگوئی میں تین شخص کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ سو ان میں سے دو تو فوت ہو چکے صرف ایک باقی ہے۔ سو اس ایک کا انتظار کرو۔'' (انجام آتھم، ص: 32، مندرجہ روحانی خزائن، ج:11، ص:32)

مرزا صاحب کی تحریرات سے پتہ چلا کہ مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے نکاح ہونا اور محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کا فوت ہوجانا یہ مرزا صاحب کی ایسی پیشگوئیاں تھیں جو ''تقدیر مبرم'' تھیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب ''تقدیر مبرم'' کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ''تقدیر مبرم'' کے بارے میں لکھا ہے:

''گو بظاہر کوئی وعید شروط سے خالی ہو۔ مگر اس کے ساتھ پوشیدہ طور پر ارادہ الٰہی میں شروط ہوتی ہیں۔ بجز ایسے الہام کے جس میں ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ شروط نہیں ہیں۔ پس ایسی صورت میں قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے اور تقدیر مبرم قرار پاتا ہے۔'' (انجام آتھم، ص:10، مندرجہ روحانی خزائن، ج:11، ص:10)

اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ذلیل کروانا تھا، اس لیے نہ ہی مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے ساری زندگی نکاح ہوسکا، اور نہ ہی محمدی بیگم کا خاوند مرزا صاحب کی زندگی میں مر سکا۔ جس کے مرنے کی پیشگوئی مرزا صاحب نے کی تھی

مرزا صاحب کی ان تحریرات سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

1: سب سے بہتر یہ ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب کے ساتھ کردیا جائے۔

2: اگر محمدی بیگم کا نکاح کسی اور کے ساتھ کیا گیا تو خدا کا عذاب نازل ہوگا۔

3: اگر محمدی بیگم کا نکاح کسی اور کے ساتھ کیا گیا تو جس کے ساتھ نکاح ہوگا وہ اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا۔

4: اگر محمدی بیگم کا نکاح کسی اور کے ساتھ کیا گیا تو محمدی بیگم کا والد تین سال کے اندر اندر مر جائے گا۔

5: جو شخص محمدی بیگم کے مرزا صاحب کے ساتھ نکاح کرنے میں رکاوٹ ڈالے گا، وہ بھی ساتھ ہی پس جائے گا۔

6:ان سب کاموں کے بعد مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ ہوگا۔

7:اور یہ سارے کام خدا کا نشان ہوں گے اور مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتے ہیں، اس بات کی سچائی کی دلیل ہوں گے۔

8:محمدی بیگم سے مرزا صاحب کا نکاح اور محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی ''تقدیر مبرم'' ہے جو کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔

9:اگر یہ تمام باتیں اس طرح نہ ہوسکیں تو مرزا صاحب کذاب ثابت ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ذلیل کروانا تھا، اس لیے نہ ہی مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے ساری زندگی نکاح ہوسکا، اور نہ ہی محمدی بیگم کا خاوند مرزا صاحب کی زندگی میں مرسکا۔ جس کے مرنے کی پیشگوئی مرزا صاحب نے کی تھی اور مرزا صاحب نے کہا تھا کہ وہ نکاح کے دن سے اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا لیکن وہ نہ مرا۔

یاد رہے ان دونوں پیشگوئیوں کو مرزا صاحب نے تقدیر مبرم قرار دیا تھا، جو کسی صورت نہیں ٹل سکتیں۔

قادیانی یہاں دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں کہ محمدی بیگم کا والد چھ ماہ بعد مرگیا تھا اور محمدی بیگم اور اس کے خاوند اور خاندان نے توبہ کرلی تھی، لہٰذا وہ مرنے سے بچ گئے۔

پہلا جواب:

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے نکاح اور محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی کو ''تقدیر مبرم'' قرار دیا تھا جو کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔ بالفرض اگر انہوں نے توبہ کر بھی لی تھی تو پھر بھی تقدیر مبرم کو ضرور پورا ہونا چاہئے تھا، جو کہ پوری نہیں ہوئی۔

دوسرا جواب:

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ محمدی بیگم کے والد کی وفات کے بعد مرزا صاحب نے درج ذیل تحریر لکھی تھی جس میں لکھا ہے:

''مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے، جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو 21/ستمبر 1893ء ہے۔ قریباً 11 مہینے باقی رہ گئی ہے۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاء (زندگی) اور اماتت (موت) دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے کسی اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔ سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔''

(آگے مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کے اجزا یوں لکھے ہیں)

1:مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری (محمدی بیگم کا والد) تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

2: پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کا شوہر ہے، اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

3:پھر یہ کہ احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں (محمدی بیگم) فوت نہ ہو۔

4:پھر یہ کہ وہ دختر (محمدی بیگم) بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو۔

5:اور پھر یہ کہ یہ عاجز (مرزا صاحب) بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

6:پھر یہ کہ اس عاجز (مرزا صاحب) سے نکاح ہوجاوے۔ (شہادت القرآن، ص:80، مندرجہ روحانی خزائن، ج:6، ص:374,375)

باوجودیکہ اس تحریر میں مرزا صاحب نے بہت سے جھوٹ لکھے ہیں، مثلاً مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ پیشگوئی کے مطابق پہلے محمدی بیگم کے خاوند کو مرنا چاہیے تھا یہ مرزا صاحب کا جھوٹ ہے کیونکہ اصل پیشگوئی کے مطابق پہلے محمدی بیگم کے خاوند کو مرنا تھا۔ پھر بھی مرزا صاحب کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ بالفرض اگر سلطان محمد یا محمدی بیگم

دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے مبلغ مفتی محمود الحسن مدظلہ کے دل کی سرجری حال ہی میں ہوئی ہے۔ قارئین کرام سے ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عطا فرمائے، آمین! (ادارہ)

کے خاندان نے توبہ کر بھی لی تھی پھر بھی مرزا صاحب کو سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا اور اگر انہوں نے توبہ کر لی تھی اور یہ پیشگوئی ٹل گئی تھی تو اس کے باوجود مرزا صاحب پھر سلطان محمد کی موت کا انتظار کیوں کرتے رہے؟؟

تیسرا جواب:

مرزا صاحب توبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”اگر کافر ہے تو سچا مسلمان ہو جائے اور اگر ایک جرم کا مرتکب ہے تو سچ مچ اس جرم سے دستبردار ہو جائے۔“ (اشتہار، 6/ستمبر 1894ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:1، ص:401، دو جلدوں والا جدید ایڈیشن)، (اشتہار، 6/ستمبر 1894ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:2، ص:46، تین جلدوں والا پرانا ایڈیشن)

اب دیکھتے ہیں کہ محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کا جرم کیا تھا، جس کی اس نے توبہ کرنی تھی۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”احمد بیگ کے داماد کا قصور یہ تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پروانہ کی۔ پیشگوئی کو سن کر پھر نکاح کرنے پر راضی ہوئے۔“ (اشتہار، 27/ستمبر 1894ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:1، ص:437، دو جلدوں والا جدید ایڈیشن)، (اشتہار، 27/ستمبر 1894ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:2، ص:95، تین جلدوں والا پرانا ایڈیشن)

مرزا صاحب کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ محمدی بیگم کے خاوند کا قصور محمدی بیگم سے نکاح کرنا تھا۔ پس اگر محمدی بیگم کے خاوند نے توبہ کر لی تھی تو اس کو محمدی بیگم کو طلاق دے دینی چاہیے تھی تاکہ مرزا صاحب اس سے نکاح کر سکیں، لیکن محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد نے مرزا صاحب کی زندگی میں بھی اور مرزا صاحب کی موت کے بعد بھی محمدی بیگم کو طلاق نہیں دی۔ پس ثابت ہوا کہ محمدی بیگم کے خاوند یا خاندان نے کوئی توبہ نہیں کی تھی۔

خلاصہ کلام:

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا نکاح اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ آسمانوں پر کر دیا ہے۔ اگر محمدی بیگم کے والد نے محمدی بیگم کا نکاح کسی اور کے ساتھ کر دیا تو نکاح کے بعد اڑھائی سال کے اندر جس کے ساتھ نکاح کیا گیا وہ فوت ہو جائے گا اور نکاح کے بعد تین سال کے اندر محمدی بیگم کا والد فوت ہو جائے گا اور اس کے بعد محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں واپس آجائے گی، لیکن نہ ہی محمدی بیگم کا خاوند مرزا صاحب کی زندگی میں فوت ہوا اور نہ ہی محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آئی۔ محمدی بیگم کا خاوند 1948ء میں اسلام کی حالت میں فوت ہوا۔

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۷:

مرزا صاحب کی عمر:

مرزا صاحب نے جون 1892ء میں اپنی عمر کے بارے میں ایک فارسی شعر میں اپنی عمر کی پیشگوئی کی۔ آیئے فارسی شعر اور مرزا صاحب کی زبانی اس شعر کی تشریح کا جائزہ لیتے ہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”تا چہل سال اے برادر من
دور آں شہسواری بینم۔“

مرزا صاحب نے خود کی اس شعر کی تشریح میں لکھا ہے:

”یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا، چالیس برس تک زندگی بسر کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے دس کامل برس گزر چکے ہیں۔“ (نشان آسمانی، ص:13، مندرجہ روحانی خزائن، ج:4، ص:398)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

1: جب وہ امام ظاہر ہوگا جس کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ جس دن اپنے آپ کو ظاہر کرے گا اس دن کے بعد 40 سال زندگی بسر کرے گا۔

2: مرزا صاحب کی عمر جب 40 سال ہوئی تو اس وقت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا۔

3: مرزا صاحب اس دعوے کے بعد 40 سال یا 40 سال کے قریب زندگی بسر کرے گا۔

4: 1892ء میں 40 سال میں سے 10 سال گزر چکے تھے اور 30 سال مرزا صاحب کی عمر کے باقی تھے؟ یعنی مرزا صاحب نے دعویٰ 1882ء میں کیا تھا۔

معزز قارئین! مرزا صاحب نے جو حساب لکھا ہے اس کے مطابق مرزا صاحب کی وفات 1922ء میں ہونی چاہیے تھی 1892+30=1922 جبکہ مرزا صاحب کی وفات 1908ء میں ہوئی تھی۔ یعنی مرزا صاحب کی اپنی موت کے بتائے گئے سال سے 14 سال پہلے مرزا صاحب کی وفات ہوئی تھی۔ یوں مرزا صاحب اپنی پیشگوئی میں جھوٹے ثابت ہوئے۔ (جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

تحفظ ختم نبوت انعام گھر، لاہور

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و ادارۃ الفرقان شادی پورہ بند روڈ کے زیر اہتمام ختم نبوت انعام گھر مقامی شادی ہال پاکستان منٹ جی ٹی روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ ختم نبوت انعام گھر کے مہمان خصوصی جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے استاذ الحدیث مولانا مفتی محمد اعجاز، لاہور کے مبلغ مولاعزیز الرحمن ثانی، معروف مصنف محمد متین خالد، مجلس شادی پورہ کے امیر قاری ظہور الحق، مولانا علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، قاری محمد حنیف کمبوہ، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، راقم الحروف، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا محمد عابد حنیف کمبوہ، مولانا پیر غلام مصطفیٰ، مولانا عبدالواجد، مولانا محمد آصف، مولانا مدثر گجر، مولانا محمد ارشاد، قاری محمد صدیق توحیدی، مولانا سبحان، مولانا اخلاق احمد سمیت کثیر تعداد میں علماء، قراء، اسٹوڈنٹس اور عوام الناس نے شرکت کی۔ شرکاء سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات اور نزول عیسیٰؑ، ظہور امام مہدی اور مرزا قادیانی کے کذب، دجل اور فریب کے متعلق سوالات کیے گئے اور صحیح جواب دینے والوں کو قیمتی انعامات دیے گئے۔ کوئز پروگرام میں کالجز، یونیورسٹیز، اکیڈمیز، اسکولز اور دینی مدارس کے طلباء کرام نے سینکڑوں کی تعداد میں شرکت کی۔ ختم نبوت انعام گھر میں خصوصی انعام موٹر سائیکل تھی جو کہ قرعہ اندازی کے ذریعے موقع پر دے دی گئی۔ مولا عزیز الرحمن ثانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم اور دائم ہے۔ اسلام کا قلب وجگر وجان اور مرکز کا یہی عقیدہ ہے قادیانی مختلف انداز او چھے ہتھکنڈے استعمال کر کے امت مسلمہ میں ہیجان پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت میں معمولی سی لچک ایمان خراب کر دیتی ہے۔ مولانا مفتی اعجاز نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ مرزا قادیانی نے جیسے ہی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت کے ہر طبقہ نے ان کو اسلام اور مسلمانوں سے الگ مانا اور اس فتنہ کے خلاف میدان میں نکلے اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جناب متین خالد نے کہا کہ پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ قیامت کی صبح تک نیا کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا اور اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ودجال اور مفتری ہوگا۔ جب بھی کسی گستاخ نے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا امت مسلمہ نے یکجان ہو کر اس فتنے کا مقابلہ کیا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ 7 ستمبر 1974ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی پشت پر امت کی نوے سالہ قربانیاں ہیں، ہزاروں شہداء کا مبارک خون سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی میں ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کو سننے کے بعد انہیں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ☆☆

”قافلہ عراق“

قافلہ عراق میں ابن ابی لیلی، ابراہیم نخعی، اعمش، امام اعظم ابوحنیفہ، سفیان ثوری، علقمہ، قاضی شریح، حسن بن صالح، حفص بن غیاث، زفر بن ہذیل، وکیع بن الجراح، محمد بن الحسن جیسے لوگ تھے۔ عراق علم و تحقیق کا ایک مستقل دبستان، مدرسہ ہائے فکر اور علم کی ایک پوری روایت کا نام تھا، عالم اسلام میں آج بھی علم کی جو سب سے بڑی اور دو مستقل روایت علم ہیں ”حدیث وفقہ“ اس میں عراق کو پوری ایک روایت ”فقہ“ کی نمائندگی اور سربراہی حاصل ہے۔ امام بخاریؒ جیسے اساطین علم جب علم حاصل کرنے نکلتے ہیں تو سب سے زیادہ علمی اسفار ان کے کوفہ وعراق کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوفیوں نے شکوہ کیا کہ آپ نے شامیوں کو زیادہ فوجی وظیفے دیئے ہیں اور ہمیں کم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ شامیوں کو مال ودولت وظائف میں ترقی دی ہے اور تمہیں علم میں ترقی دی ہے، اس لئے کہ تمہارے پاس عبداللہ بن مسعودؓ جیسا مزاج شناس رسول بھیجا ہے۔ حضرت عمرؓ کوئی بات یا کوئی فیصلہ ویسے ہی نہیں کر دیتے تھے بلکہ وہ اپنی بے پناہ بصیرت اور حکمت کی وجہ سے علاقوں اور افراد کے مزاج سمجھ کر فیصلہ کرتے تھے انہیں پتہ تھا کہ کوفہ میں علم وتحقیق کے شناور رہتے ہیں جنہیں علم وتحقیق سے غرض ہے۔ (تحریر: علی شاہ کاظمی)

قادیانیت اور گوہر شاہی کا تعاقب جاری رہے گا

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

لیاری......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس شاہ لطیف بھٹائی روڈ بہار کالونی لیاری میں منعقد کی گئی جس میں ملک کے نامور علماء وخطباء سمیت روحانی شخصیات نے خطاب کیا، بعد نماز مغرب کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز قاری محمد رمضان کی تلاوت سے ہوا جبکہ ہدیہ نعت عبدالرحمٰن نعیم نے پیش کیا مولانا زاہد سعید امام وخطیب جامع مسجد خالد بن ولید، مولانا مسعود احمد لغاری نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر ٹاؤن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ فتنۂ قادیانیت اور فتنۂ گوہر شاہی گستاخ رسول کا ٹولہ ہے اور یہ لوگ دشمنانِ ختم نبوت کے ٹاؤٹ ہیں جو امت مسلمہ کو گمراہ کر کے اسے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ دینا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ ابھی تک ہمارے اکابرین حیات ہیں، اللہ انہیں درازیٔ عمر نصیب فرمائے، ان کی سرپرستی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اپنے اور معاشرے میں نوجوان نسل کے ایمان کی حفاظت کریں گے اور اپنے کو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑے رکھیں گے۔ ہم تمام منکرین ختم نبوت کو اسلام کی دعوت اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہونے کی دعوت دیتے ہیں، بعد عشاء دوسری نشست کا آغاز قاری عبدالوحید لغاری اور قاری حبیب الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جبکہ ہدیہ نعت حافظ محمد حفیظ الحق اور ترانۂ ختم نبوت معروف ثنا خواں مولانا حبیب اللہ ارمانی نے پیش کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ منکرینِ ختم نبوت اپنے آپ کو قانون کا پابند رکھیں ہم نے آج تک غیر قانونی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا اور نہ اس کی ترغیب دیتے ہیں لیکن اگر قانون خود عمل نہ کرے تو پھر مجبوراً مسلمان عوام قانون ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتی ہے، جس کے ہم حامی نہیں۔ حکومت پاکستان کو 1973ء کا بنا ہوا آئین اور 1984ء کا امتناع قادیانیت آرڈی نینس اس بات کا پابند بناتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو قانون کے مطابق رہنے کا پابند بنائے۔ فتنۂ گوہر شاہی ہو یا قادیانیوں کا فتنہ ان کی حیثیت ناسور کی سی ہے لہٰذا عاشقان مصطفیٰ کی صفوں سے ہمیں ان دشمنوں کو جدا کر کے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہنا ہوگا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اندرون سندھ کی نامور روحانی شخصیت پیر حبیب الرحمٰن جنان سومرو نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے، ختم نبوت پر عقیدہ مضبوط ہو تو انسان جنت کا مستحق بن سکتا ہے۔ استاد العلماء مولانا محمد فضل سبحان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج لیاری کی سرزمین میں عاشقان مصطفیٰ کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ لیاری کی سرزمین عاشقان مصطفیٰ سے بھری ہوئی ہے، ہم اپنی اس سرزمین کو ہر طرح کے فتنے سے چاہے گوہر شاہی ہو یا قادیانیت کا فتنہ مکمل پاک رکھیں گے۔ اپنی مرکزی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر سرپرستی ہم عہد کرتے ہیں کہ اس علم کو ہمیشہ بلند رکھیں گے انشاء اللہ!

ABS
ESTD 1880
سوسال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فتنہ گوہر شاہی قادیانیوں کی طرح اسلامی لبادہ اوڑھ کر عوام الناس کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ یہ علماء کرام ان تمام مسلمانوں کے خیرخواہ ہیں جو اس گوہر شاہی فتنے کا شکار ہوگئے ہیں۔ آج یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پورے لیاری ٹاؤن سے فتنہ گوہر شاہی کے تمام اسٹیکر اور پرچم کو فوری اتارا جائے، یہ تنظیم قانونی طور پر کالعدم ہوچکی ہے اور ان کی رجسٹریشن ختم ہوچکی ہے لہٰذا تمام اداروں سے گزارش ہے کہ اس فتنے کے خاتمے کے لئے ہمارا ساتھ دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آج تک اپنے کارکنوں کو کسی غیر قانونی کام کی طرف جانے یا قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی لیکن اہلیان لیاری اب تک قانون کی طرف دیکھ رہے ہیں، اگر اس فتنے کو ابھی سے لگام نہ ڈالی گئی تو نقصِ امن کے ذمہ دار ادارے ہوں گے، اس لیے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر کوئی سمجھوتا نہیں کرسکتا۔ جمعیت علمائے اسلام ضلع جنوبی کے امیر شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ محمودیہ میرانا کہ مولانا نورالحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا 1974ء کی تحریک میں دشمنان ختم نبوت کو علماء کی سرپرستی میں امت محمدیہ نے مسلمانوں کی صفوں سے نکال باہر کیا آج بھی ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ علماء اکابرین کی نگرانی میں تمام فتنوں کا بھرپور تعاقب کریں گے۔ مولانا محمد رضوان قاسمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منکرین ختم نبوت کے تعاقب کی مرکزی وہ واحد جماعت ہے جس کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب و مسالک ایک مشن پر اکٹھے ہوتے ہیں۔

فتنہ گوہر شاہی کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنا کلمہ الگ، عقیدہ الگ، اسلام الگ کرکے اپنے آپ کو عاشقان مصطفیٰ کی فہرست سے مکمل جدا کر دیا ہے آئین کے مطابق یہ فتنہ شعائر اسلام کا استعمال کرسکتا ہے اور نہ ہی یہ اپنے کو مسلمان کہہ سکتا ہے، اس لئے کہ جس کا کلمہ اور نبی الگ ہو وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے شہر کراچی میں جہاں کہیں اسٹیکر آویزاں ہے اداروں سے گزارش ہے کہ ان تمام اسٹیکروں کو ہٹایا جائے ان کا موٹو دل بنا کر درمیان میں لفظ اللہ لکھ کر دھوکہ دینا ہے جس سے عوام اس فتنے کو پہچاننے میں تذبذب کا شکار رہتی ہے۔ کانفرنس سے مولانا عتیق الرحمن مبلغ ملتان، مولانا نعیم اللہ نگران لیاری ٹاؤن، مولانا حضرت حسین نگران کیماڑی ٹاؤن، مفتی محمد اقبال امام و خطیب جامع مسجد عرفات نے بھی خطاب کیا۔ مولانا عظیم اللہ عثمان، مفتی عبدالمتین، قاری اللہ وسایا و دیگر علماء کرام سمیت ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس کا اختتام خطیب جامع مسجد الحبیب پیر طریقت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی مدظلہ کی دعا پر ہوا۔

☆☆..............☆☆

"فکرِ دیوبند" .... مولانا مفتی شیر محمد علوی

دیوبند، ولی اللّٰہی فکر و جہد ہی کے ایک مرحلے اور اسی سفر کے ایک موڑ کا نام ہے۔ شیخین مکرمین قاسم العلوم والخیرات حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ابوحنیفۂ ہند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تصوف وسلوک اور عمل و جہد کے استاذ گرامی قدر سید الطائفۃ المنصورۃ امیر المؤمنین حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور ان شیخین مکرمین امامین ہمامینؒ کے علم وفن اور فکر ونظر کے استاذ گرامی قدر حضرت مولانا مملوک علیؒ، ولی اللّٰہی فکر و جہد کے دیوبندی مرحلے کی بنیاد کا پتھر ہیں۔ مسند الہند حجۃ اللہ علی الارض حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، جارحہ خداوندی ہیں، امام ہیں اور فکر و جہد دونوں کے امام ہیں۔ پھر ان کے شاگردوں کے واسطے سے امامین ہمامینؒ تک فکر و جہد کا یہ سلسلہ پہنچا ہے جو دیوبندی دور کا آغاز ہے۔ پھر ان امامین ہمامینؒ کی اس وراثت کو شیخ الہند حضرت الامام مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے ہند سے لے کر عالمی افق تک پہنچایا اور ان کے بعد اس امانت کے بارگراں کو مجاہد فی سبیل اللہ، اسیر فی سبیل اللہ، شیخ الاسلام حضرت الامام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور الامام المجاہد، امام انقلاب، معتمد الاکابر حضرت الامام مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے بصد ہزار مستیٔ شوق نبھایا اور مفتیٔ اعظم ہند اذکی ہند متاخر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ نے سینے سے لگایا۔ ''و من کانو معھم من اھل الاخلاص و الھمۃ من العلماء و غیرھم رحمھم اللہ۔'' انگریز نے جب ہندوستان کو تقسیم کردیا تو یہی جماعت جس کے امیر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تھے، اسی کے متوسلین، شاگردوں اور کارکنوں ہی نے سرحد کے دونوں طرف اپنے اکابرؒ کی اس امانت کو سنبھالا، وقت نے اس کے لئے جو قیمت طلب کی بے دریغ لٹائی حتیٰ کہ نقد جان ودل نذر کی، لیکن سیدنا مصعب بن عمیرؓ کی اس روحانی اولاد نے پرچم نبوی کو گرنے نہیں دیا۔ اپنے اکابرؒ، اکابر اہل حق، ائمہ رشد وہدایت کے اس پاکیزہ ذکر کو زندہ وجاوید رکھنے کی غرض سے یہ چند سطور رقم کی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن منڈھیرہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم کے ایک استاذ مولانا عبدالرحمٰن منڈھیرہ ماڑھا تھے، جو مظفر گڑھ کے رہنے والے ذی استعداد کتابی عالم تھے۔ راقم کے بنیادی استاذوں میں تھے۔ استاذ جی حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے شاگرد رشید اور ان کے ادارہ مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد کے ایک عرصہ تک ناظم رہے، اپنے استاذ محترم کی کڑوی کسیلی گفتگو برداشت فرماتے۔ راقم نے ان سے فارسی نظم کی کتاب غالباً پند نامہ شیخ عطار پڑھی، طرز کے ساتھ پڑھاتے۔ سادگی کے باوجود صفائی پسند تھے۔ صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے۔ راقم پہلے بیان کر چکا ہے کہ راقم کو ٹیلر ماسٹر بننے کا شوق تھا، تو استاذ محترم کی دو چار چپیڑوں نے مجھے ٹیلرنگ سے بچالیا۔ مدرسہ عزیز العلوم میں ایک عرصہ استاذ رہے، جب مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کی تقاریر نے پورے جنوبی پنجاب میں ہلچل پیدا کردی اور مماتیوں کو چھٹی کا دودھ یاد آنے لگا تو مولانا عبدالرحمٰن بھی مدرسہ عزیز العلوم چھوڑ کر مولانا مشتاق احمد کے مدرسہ ربانیہ میں جادھمکے، جسے بعد میں شریف اللہ خان نے اہل حدیثوں کے سپرد کردیا۔ ہمارے شجاع آباد میں جناب محمود خان مگسیؒ ہوتے تھے، جن کا بیعت کا تعلق سیدی و مرشدی حضرت بہلویؒ سے تھا۔ انہیں ”دودۃ الکتب“ کا لقب دیا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو، بلا مبالغہ انہوں نے سینکڑوں کتابیں خریدیں، پڑھنے کے بعد انہیں مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد کے لئے وقف کردیں۔ مولانا عبدالرحمٰن بھی کتابوں کے شیدا و والا تھے۔ خان صاحب کی عطیہ کردہ تمام کتب ان کے مطالعہ سے گزریں۔ ڈاکٹر محمد سلیمان قریشیؒ نے ملی مسجد کے نام سے رشید شاہ گیٹ کے باہر مسجد بنائی۔ استاذ مولانا عبدالرحمن سالہا سال اس مسجد کے امام وخطیب رہے۔ لاؤڈ اسپیکر پر ان دنوں پابندی نہیں ہوتی تھی، ان کے درس جو صبح کی نماز کے بعد ہوتا اس کی آواز دور دراز تک سنائی دیتی۔ مولانا جب مدرسہ ربانیہ شجاع آباد میں مدرس تھے۔ راقم ملنے کے لئے گیا، علیک سلیک، خیر خیریت کے بعد جب محفل لگی تو راقم نے عرض کیا: استاذ جی! ایک بات سمجھائیں کہ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے تیس آیات لکھی ہیں، وہی تیس آیات آپ کا احمد سعید، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کرنے کے لئے پڑھتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے تیس آیات آپ سے لی ہیں یا اس کے برعکس آپ کے مفسر قرآن خطیب لاثانی، ملکہ ترنم احمد سعید نے مرزا سے لی ہیں؟ لازمی بات ہے کہ احمد سعید نے مرزا سے ہی لی ہیں؟ اس لئے کہ مرزا ۱۹۰۶ء میں مرا اور احمد سعید کل کی بات ہے۔ اس پر مولانا عبدالرحمن غصہ میں آگئے اور راقم کو سخت سست کہنے لگے۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ میرے استاذ ہیں اور استاذ ماں باپ کی جگہ ہوتا ہے۔ راقم نے جو علم کی شُد بُد حاصل کی ہے۔ اس میں آپ کا حصہ بھی کسی استاذ سے کم نہیں، سوائے غصہ کے ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ آپ نے ۱۹۶۳ء میں مولانا قاضی شمس الدینؒ سے جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ سے دورۂ حدیث شریف کیا، ابتدائی کتب مولانا سلطان محمودؒ جلال پور پیروالا سے پڑھیں، اس دوران مولانا عبدالعزیز ایک تبلیغی پروگرام میں جلال پور پیروالا تشریف لے گئے، تقریر سے متاثر ہوئے اور مولانا عبدالعزیز سے وابستہ ہوگئے اور یہ وابستگی تاحیات رہی۔ مختلف مقامات پر دینی اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ راقم ایک مرتبہ ٹنڈوآدم گیا تو معلوم ہوا کہ استاذ محترم آج کل مدینۃ العلوم ٹنڈوآدم میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، تو ان کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ مجلس کی کارگزاری سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہیں اللہ پاک نے چار بیٹے اور بیٹیاں عطا فرمائیں ایک بیٹے حافظ زبیر احمد ہیں جن کے فرزند محمد عبداللہ اس وقت ہمارے جامعہ فاروقیہ شجاع آباد میں دورۂ حدیث شریف کے طالب علم ہیں، استاذ محترم ۲/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو رحلت فرمائے، عالم جاودانی ہوئے اور اپنے آبائی علاقہ کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ ☆☆

وفیات

☆☆.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر کے ناظم محمد انور رانا صاحب کے سسر جناب محمد اقبال ۳۰/ دسمبر ۲۰۲۲ء جمعۃ المبارک سے قبل وفات پاگئے۔

☆☆.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر کے سینئر کارکن جناب ملک ریاض الحق کی ہمشیرہ وفات پاگئی ہیں۔

☆☆.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دیرینہ کارکن جناب محمد رضوان شمیم خان کے سسر محترم جناب بلال خان اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین کرام وکارکنانِ ختم نبوت سے مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مرکزی جامع مسجد سکھر سندھ
بندر روڈ
سالانہ
تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس
19 جنوری 2023
بروز جمعرات
بعد نماز مغرب
ان شاء اللہ
پُروقار
قاری جمیل احمد
مولانا عبدالباری
مولانا عبدالمعید
مولانا عبداللطیف اشرفی
قاری خلیل احمد
عبدالصمد ہالیجوی
ترجمان علماء دیوبند
مولانا زاہد الراشدی صاحب
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
خواجہ عزیز احمد صاحب
قاری احسان احمد
مولانا عبدالمجیب قریشی
درگاہ عالیہ راشدیہ پیر شریف
محمد حسین ناصر
عبدالقیوم
سعود افضل
سید نور محمد شاہ
نذیر احمد عثمانی
محمد عارف شامی
اسداللہ میمن
بلبل چمنستان رسالت مآب
سید عزیز الرحمن شاہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر
0302-3623805
0300-3131165
0303-6631714,0332-4146316,0303-5561802